عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

جولائی 2004ء

جمادی الاول ۱۴۲۵ھ

آہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ

حضرت مولانا مفتی زین العابدین کا سانحہ ارتحال

تحفظ ناموس رسالت قانون اور جنرل پرویز مشرف

چناب نگر ریلوے کی زمین کا قادیانی شاخسانہ

اسلام مذہب میں اعتدال ...... رواداری یا انتہا پسندی

حضرت عیسیٰؑ کا رفع ونزول چند گزارشات

قادیانی نرسری کا پھول اور پتی

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net

شمارہ نمبر 5 ...... جلد نمبر 39/8

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 5 ☆ جلد 8 / 39

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرۃ مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجۂ خواجگان حضرۃ مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرۃ مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ
حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرۃ مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرۃ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

نگران اعلیٰ: حضرۃ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

نگران: حضرت مولانا پیر اللہ وسایا صاحب

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود صاحب

ایڈیٹر: حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحب

نائب مدیر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ صاحب

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی
چوہدری محمد اقبال
مولانا خدا بخش شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا عبدالعزیز
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا محمد علی
مولانا غلام حسین
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا عزیز الرحمن ثانی

رابطہ

دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲
فیکس ۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کا سانحہ شہادت	صاحبزادہ طارق محمود	3
حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا سانحہ ارتحال		5

مقالات ومضامین

تحفظ ناموس رسالت ﷺ قانون اور جنرل پرویز مشرف	مولانا اللہ وسایا	7
قادیانی نرسری کا پھول	نامہ نگار	11
امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ	حافظ محمد اقبال رنگونی	12
امت مسلمہ کا نگہبان	مولانا اللہ وسایا	19
حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ	مولانا اللہ وسایا	22
حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت	سید اطہر عظیم	25
اسلام مذہب میں اعتدال رواداری یا انتہا پسندی	مولانا اکرام اللہ جان	29
رحمت اللعالمین ﷺ اور بددعا	مولانا عبدالستار حیدری	36

ردقادیانیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول چند گزارشات	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ	38
مرزا طاہر کا عبرتناک انجام	محمد متین خالد	42

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	51
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کا سانحہ شہادت!

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ دینی مذہبی حلقوں میں بلند مقام رکھتے تھے۔ 30 مئی 2004ء بروز اتوار کی صبح کو جب وہ جامعہ بنوری ٹاؤن میں واقع اپنی رہائش گاہ سے نکلے تو گھات لگائے دس مسلح دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت سے ایک بار پھر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے سانحہ شہادت کی یاد تازہ ہوگئی۔ حسن اتفاق کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے مئی کے ماہ میں جام شہادت نوش فرمایا جبکہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت کا سانحہ بھی مئی میں رونما ہوا۔ اس طرح دینی حلقے اور بالخصوص تحریک ختم نبوت سے قلبی وابستگی رکھنے والوں کے لئے یہ دوسرا بڑا المناک سانحہ ہے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت کے دلخراش واقعہ کی خبر آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی۔ اتوار کی تعطیل ہونے کے باوجود لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ جیسے اعتدال پسند اور محبوب دینی رہنما کے بہیمانہ قتل پر احتجاج ایک فطری بات تھی۔ احتجاج نے اشتعال کی شکل اختیار کر لی۔ احتجاج کی جو لہر بنوری ٹاؤن سے اٹھی وہ سہراب گوٹھ اور قائد آباد تک پھیل گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما اور حضرت مفتی صاحبؒ کے ساتھی علماء اگر حسن تدبیر کا مظاہرہ نہ کرتے تو غم وغصے میں بھری احتجاج کی لہریں پورے کراچی میں پھیل جاتیں۔ ایک موقع پر تو اعلیٰ حکام اور پولیس بے بس نظر آتی تھی۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق کو اعتراف کرنا پڑا کہ اگر جامعہ بنوری ٹاؤن اور علماء تعاون نہ کرتے تو کراچی کی مخدوش صورتحال کو کنٹرول کرنا حکومت وانتظامیہ کے بس کی بات نہ تھی۔ یہ جذبہ قابل تحسین ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مقتدر رہنما یکے بعد دیگرے دہشت گردی کا نشانہ بنائے گئے۔ لیکن اس جماعت کی قیادت اور بالخصوص مقامی علماء نے ملک کے امن وامان کو مقدم رکھا اور کسی موقع پر بھی صبر کے دامن کو نہیں چھوڑا۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کو معتدل مزاج عالم دین، شفیق استاد اور باوقار دینی مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی پوری زندگی سادگی، تواضع، للّٰہیت اور اخلاص سے عبارت تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ اتحاد بین المسلمین کے داعی، صلح جو رہنما تھے۔ انہوں نے فرقہ واریت سے اجتناب کیا۔ مثبت سوچ اور اعلیٰ ظرف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر کی سیاسی، دینی، علمی شخصیات نے حضرت مولانا مفتی نظام

الدین شامزئی کی شہادت کو دہشت گردی اور سفاکی کا عظیم سانحہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ظالمانہ واردات پاکستان کی وحدت اور سالمیت کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔ پاکستان دشمن قوتیں وطن عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے درپے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں خون ریزی' باہمی تصادم اور دہشت گردی کا لامتناہی سلسلہ جاری رہے۔ تاکہ ملک سیاسی' معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم نہ ہو سکے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی شہادت کے سانحہ پر وفاقی وزیر داخلہ فیصل صالح حیات کا بیان ناقابل فہم ہے کہ کراچی میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی پرانی محاذ آرائی کا نتیجہ ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے حوالے سے یہ بات حقیقت پر مبنی نظر نہیں آتی۔ وفاقی وزیر داخلہ کیا بتا سکیں گے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کا قتل کس محاذ آرائی کے نتیجہ میں ہے؟ اور چار سال قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کا سانحہ کس محاذ آرائی کا نتیجہ تھا؟۔

حضرت مفتی نظام الدین ہوں یا حضرت مولانا لدھیانویؒ نہ تو سیاسی طور پر ان کی محاذ آرائی تھی نہ مسلکی لحاظ سے انہوں نے محاذ آرائی اختیار کی۔ نہ اپنے مکتب فکر کا محاذ انہوں نے کھولا۔ البتہ ان رہنماؤں کی محاذ آرائی سارقین ختم نبوت سے ضرور تھی۔ یا پھر ان کی محاذ آرائی باطل اور طاغوتی قوتوں کے خلاف تھی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کراچی میں اگلے ہی روز ایک امام بارگاہ پر فائرنگ کے نتیجہ میں 15 افراد جاں بحق اور 50 سے زائد زخمی ہو گئے۔ دہشت گردی کا یہ المناک واقعہ اہل تشیع کے ذہنوں میں بدگمانی پیدا کرنے کے لئے کیا گیا۔ تاکہ کراچی کو فرقہ واریت کے ذریعہ دہشت گردی کی بھینٹ چڑھایا جا سکے۔ لطف کی بات یہ کہ چند روز بعد اسلام آباد کے ایک چوک میں وفاقی وزیر داخلہ کو دہشت گردی کے خاتمہ اور قلع قمع کرنے پر مبارک باد کا بڑا بینر آویزاں کیا گیا:

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ بنیادی طور پر درس و تدریس کے انسان تھے۔ اندرون و بیرون ملک ان کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ طالبان کے قائد ملا عمر اور مسعود اظہر بھی ان کے شاگرد ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پاک افغان دفاع کونسل میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ امریکہ کے افغانستان پر حملہ سے قبل پاکستانی علماء کا وفد ملا عمر سے مذاکرات کے لئے گیا تو اس کی قیادت حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے ہی کی تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کس قدر صلح جو انسان تھے۔ اس کے باوجود امریکہ اور برطانیہ کے ملکوں میں حضرت مفتی صاحبؒ کے داخلے پر پابندی عائد تھی۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے سانحہ شہادت کے حوالے سے آئی ایس آئی کے سابق سربراہ محترم حمید گل کا بیان لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عالم اسلام کی وہ شخصیات جو مزاحمتی فکر رکھتی ہیں انہیں راستے سے ہٹانے کی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔ اسرائیل نے جس طرح حماس کے رہنماؤں کو ٹارگٹ کلنگ کے ذریعہ راستے سے ہٹانا شروع کیا اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک کی قدآور اسلامی شخصیات کو بھی نشانہ بنایا جائے گا۔ جو اسلام کے تشخص کو بچانے اور اس کے خلاف ہونے والی سازشوں کی مزاحمت کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں یہ انکشاف حیران کن ہے کہ امریکہ مخالف شخصیات

کو راستے سے ہٹانے کے لئے ''سپائیڈرز'' کے نام سے ایک گروپ تشکیل دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کے رگ و ریشہ میں امریکہ کی مخالفت تھی۔ افغانستان اور عراق میں جس طرح مظالم ڈھائے گئے۔ افغان عراقی مسلمانوں پر ظلم و بربریت' سفا کی کی جو تاریخ رقم کی گئی حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی مسلسل اس کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق بلند کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے:

به آں گروه که انه ساغر وفامستند

سلام مابر سانید که هر کجا بستند

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا سانحہ ارتحال

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ طویل علالت کے بعد 14 مئی 2004ء بروز ہفتہ کو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کو دعوت و تبلیغ کی دنیا میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ انہوں نے ساری زندگی اسی مشن میں گزاری۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہوگا جہاں حضرت مفتی صاحبؒ نے دین حق کا پیغام نہیں پہنچایا۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کو تبلیغی جماعت میں منفرد مقام حاصل تھا۔ جماعت کے مرکزی قائدین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ دعوت کے حوالے سے ان کے بیانات ایمان پرور اور پر تاثیر ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی دعوت و تبلیغ کی شمع روشن رکھی۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے مرکزی جامع مسجد کچہری بازار میں بطور خطیب نصف صدی خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ انہوں نے اصلاحی' تبلیغی بیانات سے فیصل آباد کے مسلمانوں کے قلوب کو منور کیا۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ صرف ایک مذہبی رہنما ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے سماجی محاذ پر دیگر علماء اور رہنماؤں کے ساتھ بہترین خدمات سرانجام دیں۔ فیصل آباد میں بازار حسن کا مسئلہ اٹھا تو اس تحریک میں دیگر علماء اور سماجی رہنماؤں کے علاوہ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہر مذہبی تحریک میں 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کے خلاف تاریخی مقدمہ لڑا گیا تو حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے پاکستانی وفد کی قیادت فرمائی اور اس مقدمہ کی پیروی میں پوری تندہی سے فرائض سرانجام دیئے۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اسلامائزیشن کے عمل میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے کلیدی کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف اور حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ دونوں حضرات نے للّٰہیت اور اخلاص بھرے جذبے سے جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی مدد کی۔ دینی خلوص کے پیش نظر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم دونوں دینی رہنماؤں کی بہت زیادہ عزت کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی دینی' تبلیغی' سماجی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ حضرت مفتی

صاحبؒ نے فیصل آباد میں پیپلز کالونی نمبر 2 فوارہ چوک کے نزدیک دارالعلوم قائم کیا۔ یہ قدیمی فیصل آباد کا پہلا منفرد دینی تدریسی ادارہ تھا۔ جسے مثالی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ بلاشبہ اکابرین کی یادگار تھے۔ ان کا دم قدم غنیمت تھا۔ کافی مدت صاحب فراش رہے۔ لیکن دین اور دعوت کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہی۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی ساری اولاد دین کی دولت سے مالا مال ہے۔ ادارہ لولاک حضرت مفتی صاحبؒ کے صاحبزادگان حضرت مولانا محمد یوسف اول' حضرت مولانا محمد یوسف ثانی' حضرت مولانا محمد یوسف ثالث' حضرت مولانا محمد یوسف رابع حضرت مفتی صاحبؒ کے داماد حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الحق اور اہل خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی دینی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔

چناب نگر ریلوے کی زمین کا قادیانی شاخسانہ

نئی تحریک کا پیش خیمہ......حکومت گواہ رہے

1...... 1948ء میں آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی سربراہ نے اس شرط پر ریلوے حکام سے چناب نگر ریلوے اسٹیشن بنانے کا معاہدہ کیا تھا کہ اراضی برائے ریلوے استعمال قادیانی جماعت مہیا کرے گی۔ چنانچہ اس وقت زمین ریلوے کو دینے کے لئے نقشہ چناب نگر میں مختص کردی۔ مگر بدنیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان ریلوے کے نام انتقال نہ کروایا۔ اب موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور کی نیت میں فتور پیدا ہوگیا ہے۔ لہٰذا حسب معاہدہ وہ ریلوے کو اراضی دینے سے پھر گیا ہے۔ قادیانی ہائی کمان نے منیر احمد سول جج جھنگ کی عدالت میں دعویٰ حد براری برخلاف پاکستان ریلوے دائر کررکھا ہے۔ جس پر موصوف نے حکم برائے حد براری نائب تحصیلدار چناب نگر کو جاری کردیا ہے۔ دراصل قادیانیوں کی آنکھوں میں ''مسجد محمدیہ'' ریلوے اسٹیشن سخت تکلیف کا باعث ہے جس کی وجہ سے یہ گروہ کمینگی پر اتر آیا ہے۔

2...... ریلوے اسٹیشن کے قرب وجوار میں جھاڑیاں صاف کرکے پلاٹ بنانے پر تاحال لاکھوں روپے خرچ کئے جاچکے ہیں اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ دراصل یوں قادیانی ہائی کمان عدالت پر مذکورہ اراضی پر جماعتی قبضہ ثابت کرنا چاہتی ہے۔

3...... اسٹیشن ماسٹر چناب نگر پر ہر طرح کی عنایات کی بارش کرکے اسے اپنے مذموم عزائم میں استعمال کرنے کا حربہ اختیار کیا جارہا ہے۔

4...... MOBILLINKE فون والوں نے چیئرمین پاکستان ریلوے سے باضابطہ اجازت لے کر ریلوے کوارٹرز سے ملحق ٹاور لگانے کے لئے تعمیر وغیرہ کا کام شروع کردیا تھا۔ مگر 20/5/2004 کو سید قاسم احمد شاہ

بقیہ: صفحہ 24 پر

مولانا اللہ وسایا

تحفظ ناموس رسالت قانون اور جنرل پرویز مشرف...؟

۱۶/مئی/۲۰۰۴ء/ کے اخبارات کے مطابق اسلام آباد کے انسانی حقوق کمیشن کے ایک کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے صدر مملکت جناب پرویز مشرف نے کہا کہ: ''حدود آرڈیننس اور تحفظ ناموس رسالت کے قوانین کا از سرنو جائزہ لیا جائے۔'' اس پر چند فوری گزارشات پیش خدمت ہیں:

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

صدر مملکت جناب پرویز مشرف جب سے برسراقتدار آئے تب سے انہوں نے توہین رسالت قانون اور دیگر اسلامی دفعات کو ترجیحی بنیادوں پر تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔

الف...... جناب پرویز مشرف نے برسراقتدار آتے ہی جو کابینہ تشکیل دی اس میں ان افراد کو چن چن کر لایا گیا جو این جی اوز کے نفس ناطقہ تھے۔ جن کی شہریت پاکستانی ہے اور آب ودانہ انہیں یورپین ممالک مہیا کرتے ہیں۔

ب...... پورا یورپ' پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے در پے ہے۔

ج...... جناب پرویز صاحب نے یورپ اور ان کے نمائندگان این جی اوز کو اپنی حکومت میں بھرتی کر کے سرکاری ذرائع سے بھرپور فائدہ اٹھا کر دن رات اسلام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف پروپیگنڈہ کا موقع مہیا کیا۔

د...... پاکستان کا ''سرکاری مذہب اسلام'' منتخب قانون ساز ادارہ قومی اسمبلی پاکستان نے تجویز کیا۔ آئین میں اسے تحفظ حاصل ہے۔ تمام تر قوانین بالخصوص توہین رسالت قانون اور حدود کا قانون ان دونوں قوانین کو اسلامی نظریاتی کونسل نے منظور کیا۔ وفاقی شرعی عدالت' وفاقی شریعت اپیل بنچ' سپریم کورٹ آف پاکستان نے فیصلے دیئے۔ قومی اسمبلی نے ان کی منظوری دی۔

ھ...... انتہائی ٹھنڈے دل ودماغ سے جناب پرویز مشرف صاحب توجہ فرمائیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل' سپریم کورٹ' قومی اسمبلی کے فیصلہ کو متنازعہ بنانا یہ ملک یا قوم کی کونسی خدمت ہے؟۔ غیروں کی غلامی ان کی ہاں میں ہاں ملانے کی پالیسی پر عملدرآمد کے لئے ہم نے کہاں تک جانا ہے؟۔ آخر اس کی کوئی حد تو ہونی چاہئے۔ افغانستان؟ عراق؟ وانا؟ اور پھر قوم کے محسن سائنسدانوں؟ کے بعد ایک مسلمان ہونے کے ناطے آنحضرت ﷺ کی

ذات اقدس باقی رہ گئی تھی۔ کیا ہم آپ ﷺ کی ذات اقدس کی عزت و ناموس کے تحفظ سے بھی دست بردار ہو جائیں گے؟۔

جناب پرویز مشرف صاحب توجہ فرمائیں کہ:

❁......امریکہ جو اپنے مخالفین کو گوانتانا موبے لیجاتے ہوئے ان کی داڑھیاں مونڈھ دے۔

❁......ان کو الف ننگا کر کے پلاسٹک کے کور میں پیک کر کے سامان کے تھیلوں کی طرح اٹھا اٹھا کر جہازوں میں پھینکے۔

❁......گوانتا کی جیل میں لے جا کر صلیب پرست' مسلمانوں کے سامنے گزشتہ چودہ صدیوں کی معزز شخصیات پر استہزاء کے نشتر چلائیں۔

❁......صلیب پرست' عراق کی ابوغریب جیل میں مسلمان مرد عورتوں کو ننگا کریں۔

❁......ان کے گلے میں رسا باندھ کر کتوں کی طرح بھونکنے پر مجبور کریں۔

❁......صلیب پرست' ستر سالہ مسلمان بوڑھی عورت کو گدھی بنا کر اس پر سواری کریں۔

❁......صلیب پرست' مسلمان مردوں وعورتوں کو ننگا کر کے ایک دوسرے سے بدکاری کرنے پر مجبور کریں۔

❁......صلیب پرست' مسلمان قیدیوں کے ننگے جسموں کے نازک اعضا کو سگرٹوں سے داغیں۔

❁......صلیب پرست' زندہ قیدی کو برف کے بلاکوں سے باندھ کر موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اس کی لاش پر امریکی فوجی دلآ ویز مسکراہٹوں کے ساتھ مرنے والے کے منہ پر انگوٹھا رکھ کر اپنی تصویر بنوائے۔

ان کے گھناؤنے کردار پر اظہار نفرت اور ان سے لاتعلقی تو درکنار بلکہ ان کے کہنے پر ایک مسلمان ہونے کے ناطے دنیائے کائنات کی سب سے معزز ذات گرامی محبوب رب العالمین آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ سے دستبردار ہو جائیں۔ فرمایئے اس کا کوئی جواز ہے؟۔

۲...... توہین رسالت قانون سے دستبردار ہونا' اس میں ترمیم کرنا' اس میں رعایت برتنا دراصل اہانت رسول کرنے والوں کی وکالت کرنا ہے۔ اہانت رسول کے مرتکبین کو لائسنس دینا ہے کہ وہ جو چاہیں آپ ﷺ کے متعلق کہیں۔ انہیں جونسی سرکاری وقانونی سطح پر رعایت ممکن ہے ہم دینے کے لئے تیار ہیں؟۔ معاذ اللہ! اب ہم یہاں کھڑے ہیں۔

۳...... مسیحی حضرات کی سب سے مقدس شخصیت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں کی طرف سے دو ہزار سالہ الزامات کا' قرآن' پیغمبر اسلام اور مسلمانوں نے جواب دیا۔ سو سال سے قادیانیوں کی طرف سے مسیح

علیہ السلام پر اعتراضات کے جوابات امت محمدیہ ﷺ دے رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ماننے والے چودہ سو سال سے سیدنا مسیح علیہ السلام کے وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ مسلمان سیدنا مسیح علیہ السلام کی عزت وناموس کے پاسبان ہیں۔ اس پر شکریہ ادا کرنے کی بجائے الٹا یورپ وامریکہ کے مسیحی اپنے نمائندگان' این جی اوز کے ذریعہ ہم سے لائسنس حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تمہارے نبی مکرم ﷺ کی توہین کریں تو قانون ہمیں نہ روکے۔ ان کے اس مطالبہ کی ترجمانی کون کر رہے ہیں۔ پاکستان کی اعلیٰ ترین شخصیت۔ آخر کیوں؟۔

۴...... دنیا کے کسی ملک کی سپریم کورٹ' نیشنل اسمبلی کے فیصلوں پر دوسرے ملک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تنقید کرے؟۔ اور دباؤ ڈالے کہ تم اپنا قانون تبدیل کرو۔ امریکہ کی قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو تبدیل کرنے کے لئے اخلاقی وقانونی طور پر ہمیں اجازت ہے کہ اس پر ہم آواز اٹھائیں؟۔ اگر ایسا نہیں تو لاوارث اور کمزور ملک پاکستان ہی رہ گیا ہے کہ اس کے قانون ساز اداروں کے فیصلوں کو تبدیل کرنے کے لئے ہم پر دباؤ ڈالا جاتا ہے اور ہم ذہنی طور پر ان کے آگے اتنے مفلوج' اپاہج اور دریوزہ گر ہو گئے ہیں کہ ان کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے گلے پھاڑ پھاڑ کر اپنی نوکری پکی کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آخر کیوں؟۔

۵...... اگر ایک بدنصیب شخص کسی پیغمبر کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسے قانون کے سپرد کرنا' عدالت پر معاملہ چھوڑنا بہتر ہے یا ملزم کو رعایت دے کر اس پیغمبر کے ماننے والوں کے رحم وکرم کے اسے سپرد کر دینا مناسب ہے کہ وہ جو چاہیں اس سے کریں؟۔ آخر جب قانون' پیغمبر کی عزت کی پاسبانی نہیں کرے گا تو کیا اس کے ماننے والوں میں سے بھی کوئی اپنے پیغمبر کی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ نہ ہوگا؟۔ قانون میں رعایت دے کر ہم پورے ملک کو بدامنی کی طرف تو نہیں دھکیل رہے؟۔ برصغیر میں انگریز حکومت کے وقت مسلمانوں نے جان کا نذرانہ دے کر اہانت رسول کے مرتکبین کو لگام دی۔ تاریخ اس پر گواہ ہے۔ اس سے سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ سے سبق حاصل کرنے کے بجائے نئی تاریخ رقم کرنے کا سامان فراہم کرنا کیا یہ دانشمندی ہے؟۔

۶...... جناب پرویز مشرف صاحب پر حملے ہوئے یا کرائے گئے۔ وہ کون لوگ تھے؟۔ پوری تندھی سے حکومت دن رات ایک کر کے ان کو تلاش کرنے کے درپے ہے۔ جناب پرویز صاحب! اپنی ذات کے دشمنوں یا ملک کے مخالفوں اور دشمنوں کو چن چن کر سبق سکھانا ضروری اور بہت ضروری!!! اور آنحضرت ﷺ کے دشمنوں' مخالفوں اور زبان درازی کرنے والوں کو رعایت دینے کے درپے ہونا ایک مسلمان کے ناطے اس کا کوئی جواز ہے؟۔

۷...... ان تمام کارروائیوں کے جواز کے لئے جو گھسی پٹی وجہ بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آخر یہی ایک قانون ہے جو غلط استعمال ہو رہا ہے؟۔ کل کی بات ہے کہ آپ

کے وزیر قانون خالد رانجھا نے ارشاد فرمایا کہ پاکستان میں ۹۸ فیصد مقدمات جھوٹے قائم ہوتے ہیں۔ جی بسم اللہ! ہمت کیجئے پورے قانون کو تبدیل کیجئے۔ پاکستان کو ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کی پوزیشن پر لیجائیے۔ آج تک جن سابقہ حکمرانوں نے' ملک کے بانی حضرات نے' منتخب حضرات نے' قانون ساز اداروں' سپریم کورٹ نے جو کچھ کیا' وہ غلط۔ وہ قانون کے غلط استعمال کو روکنے میں ناکام۔ آنجناب بصد عزت و وقار اس ملک کے حقیقی خیر خواہ۔ اس ملک کے واحد خیر خواہ' نئی بنیادوں پر نئی لائنوں پر ملک کی نئی تعمیر کا نیا نقشہ' انجام گلستان کیا ہوگا؟۔ جناب یحییٰ خان نے جغرافیہ تبدیل کیا تھا۔ آپ نظریہ تبدیل فرمائیں۔ نہ اسے کوئی روک سکا۔ نہ آنجناب کو کوئی روک سکے گا۔ بسم اللہ کیجئے۔ وقت سے فائدہ اٹھایئے۔ اس لئے کہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ دیر نہ ہونے پائے۔

۸...... پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس کے تشخص کو ملیامیٹ کرنا آئین سے تجاوز ہے۔ اسلام کی روح پیغمبر علیہ السلام کی عزت و ناموس کا تحفظ ہے۔ اس میں دراڑ ڈالنے والے کو قانون کے ذریعہ دار پر کھینچنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اپنی ذات و عزت و ناموس کے محافظ حکمرانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی عزت و ناموس کا احساس کرنا چاہئے۔ یہ اسلام اور پاکستان کی بقاء کا راز ہے۔ اس سے دستبردار ہونا' اپنی حمیت سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے؟۔ آخر میں بے جانہ ہوگا کہ تاریخ کا ایک واقعہ نقل کر دیا جائے۔

''انگریز حکمران ہر سال گرمیوں کے موسم میں لندن میں ایک سرکاری تقریب منعقد کر کے ہندوستان کے تمام روٴسا' وڈیروں' جاگیرداروں کو مدعو کرتے جن میں دیگر ہندوستانی روٴسا کے علاوہ نواب آف بہاول پور بھی شریک ہوتے۔ ایسے ایک اجتماع کے موقع پر نواب بہاول پور نے جناب عمر حیات ٹوانہ سے کہا کہ میری ریاست بہاول پور کی عدالت میں قادیانیوں کے متعلق ایک کیس زیر سماعت ہے۔ انگریز حکومت کا مجھ پر دباؤ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف فیصلہ نہ ہو۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟۔ اس پر جناب عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ نواب صادق صاحب! انگریز نے ہم سے حکومت' اقتدار' خزانہ' عزت و ناموس سب کچھ لے لیا ہے۔ کیا اب وہ ہم مسلمانوں سے آخری متاع آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کی عزت و ناموس بھی ہتھیانے کے درپے ہے؟۔ یہ کہہ کر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ نواب صاحب! ڈٹ جائیں۔ اس متاع عزیز کا تحفظ کریں۔ ہم سے انگریز یہ نہ چھیننے پائے۔ اس پر وہ دونوں عمر حیات ٹوانہ اور نواب صاحب انگریزوں کے سامنے ڈٹ گئے'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی روایت کے مطابق مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ ان دونوں کی نجات کے لئے اتنا کافی ہے۔ وہ ڈٹ گئے۔ فرمایئے جناب پرویز مشرف صاحب! تاریخ میں آپ کیا رقم کرانا چاہتے ہیں؟۔ ''ڈٹ گئے'' یا'' ہٹ گئے''۔

قادیانی نرسری کا پھول اور پتی!!

قادیانی نبوت کے ثمرات...... دیدہ عبرت!

چناب نگر (نامہ نگار) قادیانیوں کی معروف گلشن احمد نرسری چناب نگر کا انچارج گذشتہ دوپہر (5 مئی 2004ء) تقریباً اڑھائی بجے دوپہر ''راجپوت ہاؤس'' نامی کوٹھی محلہ دارلصدر غربی حلقہ قمر میں ایک حسین وجمیل دوشیزہ سے منہ کالا کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ جس کا شمار قادیانی معززین میں ہوتا ہے۔ لہذا مذکور کی بدکرداری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ میر مظفر احمد انچارج گلشن احمد نرسری کا اصل کردار اور روپ سامنے آنے پر گلیوں' بازاروں حتیٰ کہ جہاں بھی چند لوگ جمع ہوتے اس نام نہاد معزز شخصیت پر لوگ لعنت بھیجتے رہے۔

تفصیلات کے مطابق کوٹھی راجپوت ہاؤس کے مکین جرمنی میں رہائش پذیر ہیں اور اس کی چابی مرزا مسرور قادیانی سربراہ جماعت کے سالے صدر مجلس خدام الاحمدیہ ونگران اعلیٰ احمد گلشن نرسری کے پاس ہے۔ بدکردار انچارج نرسری نے موصوف سے یہ کہہ کر چابی حاصل کی کہ کوٹھی کے پلاٹوں میں گھاس وغیرہ لگانا ہے۔ مگر اس کی بجائے مذکور اپنے ہمراہ دوشیزہ اور شراب لے گئے۔ جب ان کی ساتھی اندر داخل ہوگئی تو اس نے کوٹھی کے بیرونی گیٹ کو باہر کی طرف تالا لگادیا اور دوسری جانب سے اندر داخل ہوگیا۔ اس نام نہاد عہدیدار کی بدبختی آڑے آئی کہ محلے کے چند نوجوان چھپ کر سب کاروائی مانیٹر کررہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کوٹھی کو گھیرے میں لے کر جماعتی شعبہ احتساب کو فون پر مطلع کردیا۔ جس پر موبائل پر سوار جماعتی عہدیداران سیکورٹی اہلکاروں کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے اور دیواریں پھلانگ کر میر مظفر احمد کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر بمع دوشیزہ موبائل میں ڈال کر لے گئے۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ چند روز قبل بیوت الحمد نرسری سے تعلق رکھنے والے ابرار شاہ نامی قادیانی نے نگران اعلیٰ سید محمود احمد شاہ کو رپورٹ کی تھی کہ میر مظفر احمد گلشن نرسری میں شراب نوشی' فحاشی پرمبنی سی ڈیز دیکھتا اور یہاں لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب بھی ہوتا ہے۔ نیز اس نے بتایا کہ محمد نواز مالی ساکن چھنی قریشیاں شراب فراہم کرنے پر مامور ہے۔ چنانچہ نگران اعلیٰ نے اپنے معتمد خاص کی شکایت کرنے والے ابرار شاہ اور شراب لاکر دینے والے محمد نواز مالی کو ملازمت سے فارغ کردیا تھا۔ مگر اب رنگے ہاتھوں اس کے پکڑے جانے پر سخت پشیماں ہیں۔ تادم تحریر مذکور کو معطل کردیا گیا ہے اور جماعتی کاروائی جاری ہے۔ یہ بات خاص طور پر قادیانی حلقوں میں زیر بحث ہے کہ شراب نوشی' خوبرو دوشیزاؤں کا رسیہ اور فحاشی وعریانی پر مبنی سی ڈیز کا چسکورہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا مہتمم وقار عمل بھی ہے۔ جو جماعتی عہدیداروں کی پارسائی وبزرگی ثابت کرنے کے لئے زندہ ثبوت ہے۔

مولانا محمد اقبال رنگونی

آخری قسط

امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ!

حضرت تمیم بن عدی کہتے ہیں کہ میں شام کی جنگ میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں لڑا۔ (ایضاً ص ۱۴۵)

علامہ واقدی کہتے ہیں کہ میری تحقیق یہ ہے کہ اس موقع پر جو بھی آپ کے مقابل آیا تھا سب کے سب آپ کے ہاتھ مارے گئے۔ کوئی بھی زندہ بچ کر نہ جاسکا۔ حتیٰ کہ دشمنوں کا سردار جرجی بن قالا بھی آپ کے ہاتھ مارا گیا۔ (ص ایضاً)

جب رومی لشکروں کے بارے میں آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے مسلمانوں کے لشکر سے مشورہ طلب کیا۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے مشورہ دیجئے۔ یہ سن کر ایک سابق الایمان بزرگ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے امیر محترم آپ کی شان نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔ آپ کی ذات والا صفات وہ ہے کہ اس کی رفعت مکان اور شان میں ایک آیت قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے۔ نیز حضورﷺ نے آپ کو اس امت کا امین مقرر فرمایا ہے۔ لہذا آپ ہی ہمیں مشورہ دیجئے۔ (فتوح الشام ص ۲۸۹)

آپ کے نزدیک قلت وکثرت کوئی معنی نہیں رکھتا تھا نہ ہی مخالفین کے بھاری جسم اور ان کی افرادی قوت سے آپ خوف کھاتے تھے۔ آپ نے اہل حمص کے نام ایک مکتوب میں اسے بطور خاص بیان کیا۔ آپ نے لکھا کہ:

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے اکثر علاقے ہمارے ہاتھ فتح کرادیئے ہیں۔ اس شہر کی بڑائی آبادی کی کثرت‘ اس کی مضبوطی‘ کھانے پینے کی افراط اور آدمیوں کی کثرت اور تمہارے بھاری بھرکم جسم تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ اس لئے میں تمہیں ایسے دین کی طرف بلاتا ہوں جسے اللہ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے اور ایسی شریعت کی طرف دعوت دیتا ہوں جسے ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہﷺ ہمارے پاس لے کر آئے۔ ہم نے سنا اور آپ کی اطاعت کی ....الخ۔ (فتوح الشام ص ۲۵۸)

حضرت صدیق اکبرؓ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپ کے مشوروں کو بڑی قدر سے دیکھتے تھے۔ آپ جانتے تھے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا ہے۔ اسلامی قافلے کی حفاظت اور جنگ وجہاد کے بارے میں آپ کی رائے بڑی وقیع ہوتی ہے۔ آپ نے ایک وفد سے فرمایا کہ:

’’حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ مومنوں کے حق میں تو نرم ہیں۔ لیکن خدا کے دشمنوں کے لئے بڑے

تحت واقع ہوئے ہیں۔“

حضرت صدیق اکبرؓ نے جب ملک پر لشکر کشی کے لئے مختلف گروہ بھیجے تو آپ کو حمص کی جماعت کا امیر بنایا اور فرمایا کہ جب سارے گروہ کسی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو ان سب کے سربراہ ابوعبیدہؓ ہوں گے اور بنفس نفیس کچھ دور تک آپ کو رخصت کرنے آئے اور راستے میں آپ کو قیمتی نصیحتیں فرمائیں۔ ان میں یہ بات بھی فرمائی کہ: ”خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ (اے ابوعبیدہؓ) تم ان لوگوں میں سے ہو جو اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں جو دنیا سے مطلق کوئی لگاؤ نہیں رکھتے جو آخرت کے طالب ہیں..........!!“

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نگاہ میں آپ کس درجہ محترم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرب کے مشہور شہسوار حضرت قیس بن مکشوح سے کہا کہ میں تمہیں ابوعبیدہؓ الامین کی قیادت میں بھیج رہا ہوں جو ایسے آدمی ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی بھی کرتا ہے تو وہ اسے برداشت کر لیتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے اسے معاف کر دیتے ہیں۔ جو ان سے تعلق توڑتا ہے وہ اس سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ مسلمانوں پر نہایت شفیق ہیں اور کافروں پر بہت سخت۔ اس لئے تم لوگ کسی معاملے میں ان کی نافرمانی یا مخالفت نہ کرنا۔ وہ تمہیں جو حکم دیں گے تمہاری بھلائی کے لئے دیں گے۔ (رحمت عالم کے سو شیدائی ص ۴۷)

حضرت عمر فاروق بھی آپ کے بہت قدردان تھے اور آپ کو امت مسلمہ کا ایک عظیم رہبر جانتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اگر ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو مسلمانوں کا خلیفہ بنا دیتا۔ پھر اگر اللہ مجھ سے پوچھتا تو میں کہتا کہ میں نے آپ کے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس امت کا امین ابوعبیدہؓ ہے۔

”لو ادرکت عبیدة بن الجراح فاستخلفته فسالنی عنه ربی لقلت سمعت نبیك یقول هو امین هذه الامة (طبقات ج۳ ص۳۱۵) قلت استخلفت امین الله وامین رسول الله ﷺ (مستدرك ج۳ ص۳۰۰)“

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بتاؤ تمہاری تمنائیں کیا ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ یہ سارا گھر سونے چاندی سے بھرا ہو۔ اور میں یہ سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالوں۔ دوسرے نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ یہ گھر موتی یاقوت اور دوسرے جواہرات سے بھرا ہو۔ اور میں یہ سارا مال اللہ کے راستہ میں دے دوں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میری تمنا تو یہ ہے کہ یہ گھر حضرت ابوعبیدہؓ جیسی ہستیوں سے بھرا ہوا ہو: ”اتمنی لو ان هذه الدار مملوئة رجالا مثل ابی عبیدة بن الجراح ۰ ریاض ج۲ ص۳۵۱ مستدرك ج۳ ص۲۹۴“

فتح دمشق فتح حمص میں حضرت ابوعبیدہؓ کے حسن انتظام اور تدبیر و تحمل کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک قلیل

تعداد نے رومیوں کے ہزاروں فوجیوں کو شکست سے دوچار کردیا اور ضلع اردن کے تمام مقامات کلمہ توحید سے گونجنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے کئی ممالک پر اسلام کے پرچم لہرائے۔ ملک شام کے کئی علاقے آپ کی کوششوں سے اسلامی علاقے بنے: ''فکان فتح اکثر الشام علی یدہ ۔ الاصابہ ج۲ ص۲۵۲ '' اور یہاں پہلے سے بسے بہت سے عیسائی قبائل آپ کی دعوت وتبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا وہ بھی آپ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت ابوعبیدہؓ خدا ترسی اور زہد واتقاء میں بہت آگے تھے اور اطاعت رسول اور انفاق فی سبیل اللہ میں کسی دوسرے صحابہ سے کم نہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ لشکر اسلام کے ساتھ جارہے تھے۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہؓ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اے لوگو سن لو! بہت سے لوگ اپنے کپڑے کو اجلا رکھنے والے ہیں اور اپنے دین کو میلا کرنے والے ہیں۔ سن لو! بہت سے لوگ اپنے نفس کی تعظیم کرنے والے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے نفس کی اہانت کرتے ہیں۔ اے لوگو! پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں سے دور کرو۔ پس اگر تم میں سے اس مقدار گناہ کرلے جتنا کہ اس کے اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ ھر ایک نیکی کرلے تو یہ ایک نیکی ان گناہوں سے اوپر چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ ان سب گناہوں کو دبادے گی۔'' (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۱۴۷)

حضرت ابوعبیدہؓ فرماتے تھے کہ: ''مومن کے دل کی مثال چھوٹی سی چڑیا کی طرح ہے جو ہر دن میں کتنی مرتبہ ادھر سے ادھر پلٹ جاتی ہے۔'' (ص ایضاً)

والئی حلب یوقنا نے جب حضرت ابوعبیدہؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ:

''یوقنا..... تم آج گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہوگئے گویا ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ یاد رکھو دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ آخر میرا ٹھکانہ میری قبر ہے۔ میری مجلس میری خلوت ہے۔ نصیحت قبول کرنا میرا تفکر وتدبر ہے۔ میری گفتگو اور بات چیت کرنا قرآن شریف ہے۔ میرا رب میرا انیس ہے۔ ذکر واذکار میرا رفیق ہے۔ زہد میرا ہم نشین اور مصاحب ہے۔ غمگین رہنا میری شان ہے۔ زندگانی میرا شعار ہے۔ بھوکا رہنا میرا کھالینا ہے۔ حکمت میرا کلام ہے۔ مٹی میرا بسیرا ہے۔ تقویٰ میرا زادراہ ہے۔ خاموش رہنا میرا مال غنیمت ہے۔ صبر میرا معتمد ہے۔ توکل میرا حسب ہے۔ عقل میری راہبر ہے۔ عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یوقنا...... یہ خوب سمجھ لو۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں میں تین آدمیوں پر تعجب کرتا ہوں۔ اول ایسے غافل پر کہ جس سے غفلت نہیں گئی۔ دوسرے دنیا وہ طالب کہ موت اس کی جستجو میں ہو۔ تیسرا وہ محلوں کا بنانے والا کہ

جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔ ہمارے آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور مل گئیں۔ اس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے کہ جس کو ذکر الٰہی اور یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا اسے اللہ تعالیٰ یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ہے: ''فاذکرونی اذکرکم۰ '' ﴿تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔﴾ دوسرے جسے دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہوا۔ فرماتے ہیں: ''ادعونی استجب لکم۰ '' ﴿مانگو میں قبول کروں گا۔﴾ تیسرے جسے شکر کی توفیق دی گئی۔ اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی۔ ارشاد ہے: ''لئن شکرتم لأزیدنکم۰ '' ﴿اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبذول کروں گا۔﴾ چوتھے جسے طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگئی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: ''استغفروا ربکم انه کان غفارا۰ '' ﴿اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔﴾ (فتوح الشام ص۵۰۶)

حضرت عمر فاروق ؓ جب شام کے سفر پر گئے تو دیکھا کہ بہت سے افسر زرق برق لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور ان کی طرف سنگ ریزے اٹھا کر پھینکنے لگے کہ تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں ہیں۔ مگر جب حضرت ابوعبیدہ ؓ پر نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کی سادگی اسی طرح برقرار ہے جس طرح پہلے تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ابوعبیدہ ؓ تم نے کوئی ضروری سامان تو رکھ لیا ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ: ''میرے لئے تو بس یہی کافی ہے۔'' (ریاض ص۳۵۲)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ نے آپ کو ایک بڑی رقم بھیجی۔ آپ نے وہ ساری رقم تقسیم کر دی۔ اپنے لئے ایک چیز بھی نہ رکھی۔ حضرت عمر ؓ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے اس پر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اسلام میں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں: ''الحمدلله الذی جعل فی الاسلام من یصنع هذا۰ طبقات ج۳ ص۳۱۶''

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا نے ہم سب کو بدل ڈالا ہے مگر ابوعبیدہ ؓ پر اثر انداز نہ ہوسکی: ''کلنا غیرته الدنیا غیرک یااباعبیده۰ اسد الغابه ج۶ ص۲۰۲''

حضرت عمر فاروق ؓ جب ملک شام آئے تو حضرت ابوعبیدہ ؓ کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوعبیدہ ؓ کے گھر میں سوائے تلوار، ڈھال اور ان کے کجاوے کے اور کچھ نہ تھا۔ (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۱۰۲، صفۃ الصفوۃ ج۱ ص۱۴۳)

حضرت ابوعبیدہ ؓ اپنے کجاوے کی چادر پر لیٹے ہوئے تھے اور گٹھڑی کا تکیہ بنا رکھا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے وہ نہیں لیا جو تمہارے اور ساتھیوں نے لیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! یہ میری خواب گاہ تک (یعنی قبر تک) پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ (حلیۃ ج۱ ص۱۰۲)

ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت ابوعبیدہ ؓ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ انہوں نے آپ سے

رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ:

’’مجھے اس بات پر رونا آ گیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتﷺ نے فتوحات کا ذکر فرمایا اور ان میں شام کی فتح کی بھی بشارت دی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہؓ اگر تم کچھ دنوں زندہ رہے تو تیرے لئے تین غلام اور تین گھوڑے کافی ہوں گے۔ مگر میں اب دیکھ رہا ہوں کہ آج ہمارے گھروں میں غلاموں اور ہمارے اصطبل میں گھوڑوں کی کثرت ہے۔ (تم ہی بتاؤ) اب میں کس طرح آنحضرتﷺ سے ملوں گا۔ کیونکہ آپﷺ کی وصیت تھی کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ سے اس حال میں ملے جس حالت میں میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔‘‘ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۵۳)

آنحضرتﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت سنا دی تھی اور اس بشارت کا یقینی ہونا بھی واضح تھا۔ پھر بھی حضرت ابوعبیدہؓ کی خشیت کا عالم یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ: ’’کاش! کہ میں ایک مینڈھا ہوتا اور میرے گھر والے مجھے ذبح کر کے کھا لیے گئے ہوتے۔‘‘ (طبقات ج۳ ص۳۱۵، سیر اعلاء النبلاء ج۱ ص۱۸)

حضرت ابوعبیدہؓ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عباسؓ اور حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حضرات اللہ کے ہاں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ جنگ یرموک کے موقع پر ان بزرگوں نے آپ کے حق میں دعا کی۔ اس کی خبر کسی نے حضرت ابوعبیدہؓ کو دی تو آپ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو۔ یہ حضرات اللہ عزوجل کے نزدیک نہایت مکرم ہستیاں ہیں۔ ان کی دعائیں کبھی رد نہیں جاتیں۔ (فتوح الشام ص۳۲۱)

جب اردن کے علاقہ میں وہ تاریخی طاعون پھیل پڑا جس نے بیشمار انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو ملی تو آپ کا دھیان فوراً حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف ہوا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی زندگی کس قدر قیمتی ہے۔ اس وقت آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو ایک خط لکھا:

’’سلام علیك اما بعد فانه قد عرضت لی الیك حاجة ارید ان اشافهك بها فعزمت علیك اذا نظرت فی کتابی هذا ان لاتضعه من یدك حتی تقبل الی۔‘‘

سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام پیش آ گیا ہے۔ جس کے متعلق میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ سو میں یہ بات تاکیداً لکھتا ہوں کہ آپ جونہی میرا یہ خط دیکھیں فوری طور پر میری جانب روانہ ہو جائیں۔ اس میں تاخیر نہ کریں۔

حضرت ابوعبیدہؓ اس خط کے پڑھتے ہی سمجھ گئے کہ امیرالمومنین دراصل مجھے اس علاقہ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیرالمومنین کا خط آیا ہے اور میں ان کی ضرورت سمجھ

گیا ہوں۔ وہ ایک ایسے آدمی کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے نام خط لکھا کہ:

''آپ مجھے جس ضرورت کے لئے بلا رہے ہیں وہ مجھے معلوم ہے۔ چونکہ میں مسلمانوں کے ایسے لشکر کے درمیان ہوں جس کے لئے میں اپنے دل میں اعراض کا کوئی جذبہ نہیں پاتا۔ سو میں ان کو اپنے سے جدا کر کے اس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا حتمی فیصلہ نہیں کر دیتا۔ اس لئے آپ میری طرف سے معذرت قبول کیجئے اور مجھے اپنے لشکر کے درمیان ہی رہنے دیجئے۔'' (البدایہ ج۷ ص۷۰!)

حضرت عمر فاروقؓ کو جب یہ خط پہنچا تو اس خط کو پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوعبیدہؓ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا کہ نہیں۔ لیکن اس خط سے ایسا لگتا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے نام دوسرا خط لکھا جس میں پورے لشکر کو کسی ایسی جگہ لے جانے کی تاکید کی جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو (اور وہاں طاعون کے اثرات نہ پہنچے ہوں) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ امیر المومنین کا یہ خط پہنچا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش کے لئے بھیجا۔ جب میں اپنے گھر گیا تو معلوم ہوا کہ میری اہلیہ اس طاعون میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ میں نے اس کی خبر حضرت ابوعبیدہؓ کو دی۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ خود اس جگہ کی تلاش کے لئے تیار ہوئے۔ اونٹ تیار کیا۔ ابھی حضرت ابوعبیدہؓ اس پر سوار ہو ہی رہے تھے کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہو گیا اور آخر اسی میں آپ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے آخری لمحات میں مسلمانوں کو بلا کر وصیت فرمائی کہ:

''نماز' روزہ' خیرات و حج کا خیال رکھنا۔ ایک دوسرے کو نیکی کے کاموں کی وصیت کرتے رہنا۔ اس کا خیال رکھنا کہ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی کہیں تمہیں غفلت میں نہ ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کے لئے موت لکھ دی ہے۔ تم مرنے والے ہو۔ اللہ کے حکموں کی تابعداری کرنا اور آخرت کے دن کام آنے والے اعمال اختیار کرنا۔''

حضرت معاذ بن جبلؓ بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ جب آپ انتقال کر گئے تو حضرت معاذ بن جبلؓ آپ کی میت کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا کہ:

''میں نے کسی کو صاف دل والا' دھوکہ دینے سے دور رہنے والا' عام لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والا اور تمام لوگوں کو نصیحت کرنے والا ابوعبیدہؓ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔ پس تم سب ان کے لئے دعائے رحمت کرو اور ان کی نماز جنازہ کے لئے آجاؤ۔'' (ریاض النضرۃ ج۲ ص۳۵۸)

حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت عمرو بن العاصؓ اور ضحاک بن قیسؓ نے آپ کو قبر میں اتارا۔ جب مٹی ڈالی جا چکی تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے پھر سے درد بھری آواز میں آپ کے مناقب بیان کئے اور کہا کہ آپ

اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے تھے۔ آپ بہت متواضع تھے۔ آپ جاہلوں سے الجھتے نہ تھے۔ آپ یتیموں اور مسکینوں پر رحم فرمانے والے اور ان کا خیال کرنے والے تھے۔ آپ خائنوں اور متکبروں کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

قصہ مختصر کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ بہت سی خوبیوں اور کمالات کے حامل اور ایک جامع شخصیت تھے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ: ''آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔'' (تہذیب ج۵ص۷۳)

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ: ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوعبیدہ بن الجراحؓ جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت ادریس علیہ السلام ہوں گے:'' وابوعبیدہؓ بن الجراح فی الجنة ورفیقه ادریس علیه السلام ۰ ریاض ج۱ ص... شذرات الذهب ج۱ ص۲۵''

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) آپ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ اس امت کے امین اور ان دس اشخاص میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان پانچ اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے ایک ہی دن اسلام قبول کیا تھا اور وہ یہ ہیں: عثمان بن مظعونؓ، عبیدہ بن الحارثؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے معرکہ بدر اور اس کے بعد کے معرکوں میں شمولیت اختیار کی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا بلاشبہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے۔ اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہیں۔ یہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے۔ نیز صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے سقیفہ کے دن فرمایا کہ میں دو آدمیوں میں سے ایک کی بیعت کرنے پر تیار اور راضی ہوں۔ یعنی عمر بن الخطابؓ اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو چوتھائی فوج کا امیر بنا کر ملک شام بھیجا۔ پھر جب آپ نے حضرت خالدؓ کو عراق سے بلایا تو وہ ماہر جنگ ہونے کی بناء پر ابوعبیدہؓ پر امیر مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر حضرت خالدؓ کو امارت سے ہٹا کر ابوعبیدہؓ کو امیر بنایا اور آپ کو حضرت خالدؓ سے مشورہ لینے کا امر فرمایا۔ پس امت حضرت ابوعبیدہؓ کی امانت اور حضرت خالدؓ کی شجاعت کے درمیان جمع ہوگئی۔ ابن عساکرؒ کا بیان ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہیں شام میں امیر الامراء کا نام دیا گیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ آپ دراز قد، نحیف خمیدہ، دبلے چہرے والے اور ہلکی داڑھی والے تھے۔ (البدایہ ج۷ص۱۹۹ ترجمہ)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کا انتقال اردن میں طاعون عمواس ۱۸ ہجری میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۸ برس کی تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت ضحاک بن قیسؓ نے آپ کو قبر میں اتارا۔ آپ کا مزار اردن کے علاقہ میں ایک مسجد میں ہے جو مسجد ابوعبیدہؓ کے نام سے مشہور ہے۔...... فرضی الله تعالیٰ عنه وارضاه!

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ

امت مسلمہ کا نگہبان

مخدوم العلماء والصلحاء بزرگ عالم دین' فاضل اجل' مجاہد فی سبیل اللہ' جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی ۳۰/مئی بروز اتوار صبح پونے آٹھ بجے شہید کر دیئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی ۱۲/ جولائی ۱۹۵۲ء کو گاؤں فاضل بیگ گھڑی' تحصیل مٹہ' علاقہ شامزئی' سوات میں جناب حبیب الرحمن شامزئی کے گھر پیدا ہوئے۔ مینگورہ سوات کے مدرسہ مظہر العلوم میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث کی تکمیل جامعہ فاروقیہ کراچی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کے پاس کی۔ اپنی مادر علمی جامعہ فاروقیہ میں بیس سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ جامعہ فاروقیہ میں ہی دارالافتاء کی مسند کے صدر نشین رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے معمار ثانی' یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن مرحوم کی مردم شناسی نے کام کیا۔ مفتی نظام الدین شامزئی جامعہ فاروقیہ کراچی سے ۱۹۸۸ء کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں استاذ حدیث کے طور پر تشریف لائے۔ قدرت حق نے کرم کیا' آپ کی علمی مخلصانہ خدمات کو شرف قبولیت سے نوازا۔ آپ کے تبحر علمی کے جوہر کھلے۔ ۱۹۹۸ء میں انور شاہ زمانہ' شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی مسند حدیث کے وارث قرار پائے۔ اس وقت سے شہادت تک آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے شیخ الحدیث رہے جبکہ شعبہ تخصص فی الفقہ کے بھی آپ سربراہ تھے۔

قدرت حق نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ بے حد محنتی عالم دین تھے۔ جذبہ صادق کے ساتھ دین کی خدمت و صیانت کے لئے آپ زندگی بھر کوشاں رہے۔ برطانیہ' جرمنی' جنوبی افریقہ' زامبیا' زمبابوے میں تبلیغ اسلام کے لئے آپ کے متعدد اسفار ہوئے۔ اندرون ملک کی اکثر جامعات میں ختم بخاری کے اجتماعات میں آپ شرکت کرتے۔ وطن عزیز کے علمائے کرام کی نامور نمائندہ جماعت جمعیت علمائے اسلام کی شوریٰ کے آپ رکن رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گرانقدر اور مثالی خدمات سرانجام دیں۔ اس جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے آپ رکن رکین تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی آنکھوں کے آپ تارا تھے۔

پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کا آپ کو اعتماد حاصل تھا۔ جب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے رکن مقرر ہوئے' کسی ایک اجلاس میں شرکت سے ناغہ نہیں ہوا۔ اسلام آباد' چناب نگر' ایبٹ آباد' ملتان' ٹنڈو آدم' میر پور خاص کی ختم نبوت کانفرنسوں میں آپ کا بڑے اہتمام کے ساتھ بیان ہوتا تھا۔ یکم صفر ۱۴۲۵ھ کو ملتان میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ اس روز بعد نماز عشاء ملتان کی ختم نبوت کانفرنس میں رات کے اجلاس میں حضرت امیر مرکزیہ کی آمد تک آپ نے حضرت دامت برکاتہم کی نیابت میں کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ اگلے روز جمعہ

سے قبل آپ کا ایمان افروز' معلومات سے بھرپور' مجاہدانہ علمی بیان ہوا۔ مسجد کے محراب سے لے کر دفتر کے صحن کے آخری کونہ تک ہزاروں بندگان خدا کے اجتماع عظیم میں آپ کا بیان سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے علم و فضل کا سمندر موجزن ہو۔

اسی اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ حضرت امیر مرکزیہ اور حضرت نائب امیر دامت برکاتہم اپنے بڑھاپے کے باعث ملک کے طول و عرض میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں میں شریک نہیں ہوسکتے۔ ان اکابر کی نمائندگی اور جانشینی کے لئے پورے اجلاس کی نظر آپ کی ذات گرامی پر پڑی' اور آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے ختم نبوت کانفرنسوں میں اپنے اکابر کی نمائندگی کا وعدہ کیا۔ بلا مبالغہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی اس وقت قافلہ حق کے سالار کارواں تھے۔ قدرت نے آپ کو ہر دلعزیزی کی نعمت سے وافر حصہ دیا تھا۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا' دینی و دنیوی علوم کے آپ شناور تھے۔ عالمی حالات پر آپ کی نظر تھی۔ بہت صائب الرائے تھے' امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں اور نت نئے مسائل کا آپ گہرائی سے مطالعہ کرتے اور پھر پریس کے ذریعہ پورے عالم کے مسلمانوں کی آپ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے۔ آپ کی رائے اور رہنمائی کو حرف آخر کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔

افغانستان' وانا' عراق اور دیگر قومی' ملکی اور انٹرنیشنل مسائل پر دینی رہنمائی کے لئے عالم اسلام کے مسلمانوں کی نظریں آپ پر ہوتی تھیں۔ اندرون و بیرون ملک قومی کانفرنسوں' میڈیا کی ورکشاپوں میں آپ کی شرکت سے مسلمانوں کو ایک حوصلہ ملتا تھا۔ آپ کی جچی تلی نرم الفاظ' دلائل سے بھرپور رائے کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ موجودہ جدید میڈیا کی جس نشست میں آپ تشریف لے گئے وہاں دوست و دشمن نے آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ آپ بہت معتدل مزاج عالم دین تھے۔ طبعاً شریف آدمی تھے' دوست پرور تھے' ہنس مکھ تھے' یبوست و تصنع سے کوسوں دور تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ علم و عمل' اخلاق و مروت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ کے دم قدم سے علم کی آن بان قائم تھی۔ آپ نے ہمیشہ اعلائے کلمہ حق کے لئے پہل کی۔ استقامت کی بلندیوں پر آپ فائز تھے۔ علم کے میدان میں پیچ و تاب رازیؒ اور سوز و ساز رومیؒ کے علمبردار تھے۔ گفتگو مربوط ہوتی تھی۔ بولتے کیا تھے' گویا موتی رولتے تھے۔ کسی حدیث کی تشریح' یا فقہی مسئلہ کی گتھی سلجھاتے تو محدثین زمانہ اور فقہائے وقت کو محو حیرت کردیتے تھے۔ ان کا ایک ایک لفظ احتیاط کے ترازو میں تولا ہوا ہوتا تھا۔ زبان و بیان میں کوثر و تسنیم کی آمیزش کا سماں معلوم ہوتا تھا۔ ان کی زبان حق ترجمان سے جو لفظ نکلتا تھا دل و دماغ میں پیوست ہوجاتا تھا۔ علمی گرفت ایسی آہنی ہوتی تھی کہ فریق مخالف تڑپ اٹھتا تھا۔ آپ کا وجود آبروئے علماء تھا۔ ان کے دم قدم سے فضلائے قدیم کی یادیں تازہ ہوجایا کرتی تھیں۔ جس مجلس میں آپ تشریف لے گئے۔ وہاں اپنا لوہا منوایا۔ اس دھرتی پر آپ کا وجود آیت من آیات اللہ تھا۔ صحیح بخاری و سنن ترمذی پر آپ کے درسی افادات پر ابن حجرؒ کی روح کا پرتو نظر آتا ہے۔

آپ نے ظہور مہدی کے نام سے ایک کتاب لکھی تو رافضیت و خارجیت کو چت لٹا دیا۔ اس عنوان پر یہ کتاب حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد روزنامہ جنگ کراچی کے کالم ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے آپ نگراں مقرر ہوئے تو پوری دنیا میں حضرت لدھیانویؒ کے چشمہ فیض کو جاری و ساری رکھا۔ کروڑوں بندگان خدا کی دینی رہنمائی آپ نے کی۔ آپ کے شاگردوں کی عرب و عجم' افریقہ و امریکا میں ایک

کھیپ موجود ہے' جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ فرقہ پرست افراد اور اداروں کو راہ اعتدال پر لانے کے لئے آپ نے مقدور بھر کوشش کی۔

جہادی گروپوں کی باہمی رنجش اور جنگ ہوس زرگری میں اصلاح احوال کے لئے مخلصانہ سعی کی۔ اگر بے مہار لوگوں کی روش میں فرق نہ آیا تو پتھر بھاری سمجھ کر چوم کر رکھ دیا۔ اتحاد بین المسلمین کے آپ داعی تھے۔ جمعیت علمائے اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اعتدال کی پالیسی پر نہ صرف کاربند بلکہ اس کے مبلغ و منادتھے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی جہاں علم کے پہاڑ تھے وہاں آپ روحانیت کی بھی بلندیوں پر فائز تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ خانوادہ تھانہ بھون کے چشم و چراغ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور خانوادہ رائے پور کے حدی خواں حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم سے بالترتیب بیعت کا آپ کو شرف حاصل تھا۔ آخر الذکر دونوں حضرات کے آپ خلیفہ مجاز تھے۔ غرض ظاہری و باطنی علوم کے آپ وارث و امین تھے۔ آپ کے ارادت مندوں کی اندرون و بیرون ملک کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ آپ کی ذات متنوع صفات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت کم وقت میں آپ سے بہت زیادہ خیر و برکت کا کام لیا۔ دیر سے آئے' دور تک گئے کا مصداق تھے۔ آپ کے معاصر آپ کی راہوں کو دیکھتے رہ گئے۔ آپ کے دوستوں کا بہت بڑا حلقہ تھا' جس میں دینی و دنیاوی وجاہت والوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سخاوت کی نعمت سے نوازا تھا۔ دینی مدارس اور بالخصوص دور دراز کے پسماندہ علاقوں کے کئی مدارس کی خاموشی سے آپ امداد کرتے تھے۔ آپ کے دروازہ پر جو آیا آپ نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔

چلنے میں علم کا وقار' چہرہ پر صلحاء کا نور تھا' بہت وجیہ انسان تھے۔ انتہائی سادہ طبیعت تھے۔ ہمیشہ اجلی سیرت کے ساتھ اجلا لباس زیب تن کیا۔ آپ کی ذات گرامی سے ہزاروں یادیں وابستہ تھیں۔ آپ کا خلاء مدتوں پر نہ ہوگا۔ ایسے وقت میں ہم سے جدا ہوئے کہ دور دور تک ان کی ٹکر کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا' دشمن نے امت کے سینہ پر وہ تیر مارا جس سے پوری امت کا جگر پاش پاش ہوگیا۔ ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء بروز اتوار صبح پونے آٹھ بجے نہا دھو کر باوضو نیا لباس پہن کر قال اللہ و قال رسول اللہ کا درس دینے کے لئے اپنے مکان سے اترنے گاڑی میں بیٹھے' چند قدم کے فاصلہ پر ابلیسی دشمن گھات لگائے بیٹھا تھا۔ وار ایسا کیا کہ اس سے جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کے واقعہ شہادت کی خبر پورے پاکستان میں بجلی کی کوند کی طرح پھیل گئی۔ ہسپتال سے ضروری قانونی کارروائی کے بعد آپ کی نعش کو جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن لایا گیا۔ جامعہ کے در و دیوار سوگوار تھے۔ آپ کے وصال کے سانحہ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ حضرت مولانا مفتی ولی حسنؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے وصال کے صدمات کو تازہ کر دیا۔ جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن اجڑ گیا۔ ملک بھر میں آپ کے رفقاء آپ کے سایہ محبت سے محروم ہوگئے۔ آپ کے شاگردان آپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ آپ کی اولاد

بقیہ: صفحہ 28 پر

مولانا اللہ وسایا

آہ!... حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵/مئی ۲۰۰۴ء شام چار بجے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ میانوالی کے ایک غریب گھرانہ کے چشم وچراغ تھے۔ قدرت حق نے کرم کیا۔ آپ نے دینی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے کیا۔ جہاں حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، محدث کبیر حضرت مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ ایسے اکابر اساتذہ کی صحبتوں نے آپ کو کندن بنادیا۔ میانوالی ضلع میں خانقاہ سراجیہ کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ تب آپ نے وہاں ڈیرے لگائے۔ ان دنوں خانقاہ سراجیہ کے شیخ ثانی حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے خانقاہ کے درودیوار کو معرفت الٰہی کے خزانوں کا دفینہ بنایا ہوا تھا۔ حضرت ثانیؒ کے ایک مخلص مرید صوفی مستری محمد عبداللہ صاحب کی صاحبزادی سے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا عقد ہوا۔

۱۹۵۱ء میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ فیصل آباد تشریف لائے۔ ان دنوں فیصل آباد کے دینی ماحول کے درخشندہ ستارہ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ تھے۔ جو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ جامع مسجد کچہری بازار کے خطیب اور عبداللہ پور میں میاں فیملی کے قائم کردہ مدرسہ کے منتظم اور صدر مدرس تھے۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے وہاں پڑھانا شروع کیا۔ ڈابھیل کا جامعہ بھی حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کا فیض تھا اور عبداللہ پور فیصل آباد کا مدرسہ بھی حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کی وجہ سے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا علمی چشمہ فیض تھا۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی شخصیت نے ان دونوں چشموں سے کسب فیض کیا۔ ان کی شخصیت ایسی نکھری کہ حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کے وصال کے بعد جامع مسجد کچہری بازار کے آپ خطیب مقرر ہوگئے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں دلآویز شخصیت اور ذاتی کردار کے باعث فیصل آباد کے دینی حلقہ کے آپ میر کارواں ہوگئے۔

فیصل آباد میں دیوبندی مکتب فکر کے رہنما اس زمانہ میں حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ، حضرت مولانا حکیم عبدالمجید نابینا بی اے تھے۔ اہل حدیث مکتب فکر کے حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، حضرت مولانا محمد اسحق چیمہؒ، بریلوی مکتب فکر کے حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، حضرت مولانا صاحبزادہ فضل رسول، حضرت مولانا مفتی محمد امینؒ، شیعہ حضرات کے رہنما مولانا محمد اسماعیل، اس زمانہ میں ان حضرات کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل جامعہ اشاعت العلوم کے صدر مدرس تھے۔

(ان دنوں حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا زمانہ طالب علمی تھا) تمام متذکرہ شخصیات اپنے اپنے مکاتب فکر کی نمائندہ تھیں۔ تب مجلس احرار اسلام کے روح رواں فیصل آباد میں حضرت مولانا عبیداللہ احرارؒ تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا حکیم عبدالمجید نابیناؒ ختم نبوت کے محاذ پر نیر تاباں تھے۔ گیا وہ سنہری دور تھا کہ ہر طرف ہر مکتبہ فکر کی علمی شخصیات کا باہمی ارتباط قابل رشک تھا۔ تمام دینی وقومی تحریکوں میں ان حضرات کا وجود مینارہ نور کی حیثیت رکھتا تھا۔

فیصل آباد قیام کے زمانہ میں تدریس کے علاوہ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی تحریکی زندگی کا آغاز مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے ہوا۔ حضرت مولانا عبیداللہ احرارؒ حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا عبدالمجیدؒ نابینا' شیخ خیر محمدؒ میاں محمد عالم بٹالویؒ اور دیگر بہت سارے حضرات (جن کی تفصیل حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ ہی بتا سکتے ہیں وہ) سب ایک ہی سٹیج اور پلیٹ فارم سے حفاظت دین وصیانت اسلام کے لئے کوشاں تھے۔ اس دور اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے زمانہ کے لائل پور کو تو راقم نے نہیں دیکھا۔ البتہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے زمانہ میں راقم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لائل پور (فیصل آباد) کا مبلغ تھا۔ اس تحریک کا آغاز فیصل آباد سے ہوا اور مجلس تحفظ ختم نبوت ہی اس تحریک میں داعی اور میزبان تھی۔ اس نسبت سے اس دور میں حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ سے قربت کی سعادتیں نصیب ہوئیں۔ اس زمانہ میں تبلیغی جماعت کے مرکزی قائدین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ رائے ونڈ سے ڈھاکہ' پاکستان سے افریقہ تک حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے تبلیغی بیانات کا جادو بول رہا تھا۔ آپ ایسے قادرالکلام تبلیغی رہنما تھے کہ ایک سادہ گفتگو سے اپنی بات کا آغاز کرتے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا اجتماع ان کی مٹھی میں ہوتا تھا۔ مفتی صاحب کو سیاست سے دلچسپی نہ تھی۔ ان کی گفتگو بھی تبلیغ اسلام کی گفتگو ہوتی تھی۔ البتہ حالات وواقعات کے تحت گفتگو میں جب کسی واقعہ پر سیاسی تجزیہ کرتے تو گویا انگوٹھی میں تابدار نگینہ جوڑ دیتے تھے۔ ان کے خطاب کی اٹھان اور اختتام میں زمین وآسمان کا فرق تھا۔ ہلکے معمولی بادل کی طرح خطاب کو اٹھاتے' گھنے بادل کی طرح چھاتے' چھاجوں مینہ برساتے اور سمندر کی مدوجزر میں سامعین کو خطابت کی موجوں میں بہالیجاتے۔ بیس پچیس سال کے عرصہ تک راقم کو حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے بیسوں بیانات سننے کا موقع ملا۔ آپ کا کوئی بیان ناکام نہیں کہا جاسکتا۔ تبلیغی جماعت میں آپ کا مقام قابل رشک تھا۔ ۱۹۶۲ء میں دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں قائم کیا تو تعمیر وتعلیم تدریس وطلباء کے اعتبار سے اسے علاقہ بھر کا مثالی ادارہ بنادیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ مرکزی مجلس عمل کے رکن رکین تھے۔ ۲/ جون ۱۹۷۴ء کو فیصل آباد سے مجلس عمل کے اجلاس راولپنڈی میں جاتے ہوئے ڈنگہ اسٹیشن سے حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف'' حضرت مولانا محمد اسحق چیمہ'' کے ساتھ آپ گرفتار ہوئے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بھرپور حصہ ڈالا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے آپ کا برابر رابطہ رہا۔ ان دنوں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اور حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ بہت قریب تھے۔ انہوں نے

جنرل محمد ضیاء الحق کو تحریک کے مطالبہ کو ماننے کے لئے آمادہ کرنے میں بہت ہی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے دم قدم سے فیصل آباد کو یہ شرف نصیب ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے ایک رمضان المبارک کا اعتکاف آپ کے دارالعلوم میں گزارہ۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ پر آپ دل و جان سے فدا تھے۔ اپنے مدرسہ کے ختم بخاری پر ان کو دعوت دیتے۔ اسٹیشن سے خود لینے جاتے۔ فیصل آباد میں حضرت بنوریؒ کی میزبانی کا ہمیشہ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کو شرف نصیب ہوتا۔

مولانا مفتی زین العابدینؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں ہمیشہ شرکت فرماتے۔ ایک موقع پر سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر تشریف لائے۔ سامعین میں بیٹھ گئے۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کی آپ پر نظر پڑی۔ سٹیج پر لائے تو رات کے اجلاس کا آخری بیان ودعا کرائی۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کا وجود اس دور میں بہت غنیمت تھا۔ وہ ہمارے مخدوم تھے۔ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ وقت موعود آن پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد یوسف اول دارالعلوم اور حضرت مولانا مفتی ضیاء الحق جامع مسجد کچہری بازار کی خطابت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہ دونوں مراکز ہمارے حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی یاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں۔ تبلیغی جماعت میں آپ کی نمائندگی کون فرمائیں گے۔ غالباً بھائی عبدالوہاب صاحب کافی ہیں۔ رہے نام اللہ کا!!!

بقیہ: قادیانی شاخسانہ

سالہ مرزا مسرور جو کہ قادیانی جماعت کا ناظر امور خارجہ دو؛ خلہ ہے کے حکم پر قادیانی سیکورٹی گارڈز کے کمانڈر کلیم احمد ہرل اور ساتھیوں نے رانا عبدالغفور جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ چناب نگر' مختار احمد ڈوگر مارشل دفتر ہذا' ناصر ظفر بلوچ ایڈیشنل نائب صدر عمومی و رابطہ آفیسر برائے پولیس کے ہمراہ تعمیر بند کرادی اور کہا کہ یہ زمین ریلوے کی ملکیت نہیں ہے۔ جماعت کی ہے۔ لہذا ہماری منظوری کے بغیر تاور نصب نہیں کیا جا سکتا۔

5...... چناب نگر میں قادیانی حکومت اور قانون چلتا ہے۔ حکومت پاکستان کی عملداری سے یہ شہر باہر ہے۔

6...... کوئی کاروبار یا مزدوری کرنے کے لئے قادیانی جماعت کو بھتہ دینا لازم ہے۔

7...... دکانداروں سے -/20 روپے ماہوار بھتہ ڈاکٹر عبدالخالق قادیانی دھونس و دھاندلی سے اکٹھا کرواتا ہے۔ بصورت دیگر کاروبار بند کر دیا جاتا ہے۔ قادیانی عوام مجبوری و بے بسی میں مظالم برداشت کر رہے ہیں۔ اگر حکومت انہیں مالکانہ حقوق دے دے تو قادیانی لوگ غلامی کے جوا اتارنے میں تاخیر نہیں کریں گے۔

8...... ڈی ایس پی چناب نگر ملک ریاض حسین کو قادیانی رابطہ آفیسرز برائے پولیس نے محلہ دارالعلوم میں کوٹھی دیدی ہے۔ یوں وہ انکا ملازم بن گیا ہے۔

موت العالم ... موت العالم

سید اطہر عظیم

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت

دنیائے اسلام کی معروف دینی شخصیت' ممتاز عالم دین' مذہبی اسکالر' متعدد کتابوں کے مصنف' استاذ العلماء' شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی اتوار کی صبح دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس موقع پر مفتی صاحب مرحوم کے صاحبزادے سلیم الدین اور ایک بھتیجے سمیت تین افراد زخمی ہوئے۔ دہشت گردوں کی تعداد آٹھ سے دس بتائی جاتی ہے جو دو کاروں اور ایک موٹر سائیکل پر سوار تھے۔ حملہ آور اپنی موٹر سائیکل وہیں چھوڑ گئے جسے قبضے میں لے لیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مفتی نظام الدین شامزی حسب معمول صبح پونے آٹھ بجے تدریس کے لئے اپنی رہائش گاہ واقع افشاں میرس سے اپنی ڈبل کیبن گاڑی پر جامعہ علوم اسلامیہ تشریف لارہے تھے۔ جونہی ان کی گاڑی جگر مراد آبادی روڈ پر مڑی تو گھات میں بیٹھے ہوئے دہشت گردوں نے آٹومیٹک ہتھیاروں سے ان کی گاڑی پر فائرنگ کردی جس سے مفتی نظام الدین شامزی کو سر' پیٹ' اور بازوؤں میں گولیاں لگیں اور ان کے ڈرائیور محمد طیب بھی زخمی ہوگئے۔ صاحبزادہ سلیم الدین شامزی نے جو گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اسلحہ سے جوابی فائرنگ کی جس سے ایک حملہ آور زخمی ہوگیا جسے اس کے ساتھی اٹھالے جانے میں کامیاب ہوگئے۔ ملزمان کی فائرنگ سے سلیم الدین شامزی اور مفتی صاحب کے بھتیجے رفیع الدین بھی زخمی ہوگئے۔ فائرنگ کی خوفناک آوازیں سننے کے بعد جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ موقع پر پہنچ گئے جنہوں نے مفتی نظام الدین شامزی کو فوری طور پر لیاقت نیشنل ہسپتال پہنچایا جہاں مفتی صاحب زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے۔ مفتی صاحب کے چہرہ مبارک کے آخری دیدار کے لئے قطاریں لگ گئیں۔ پورا دن علماء اور مفتی صاحب کے عقیدت مند ایک دوسرے سے گلے مل کر روتے رہے۔ مفتی صاحب کی نماز جنازہ رات آٹھ بج کر دس منٹ پر جامعہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے پڑھائی جس میں مولانا فضل الرحمن' حضرت مولانا سلیم اللہ خان' مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی' مفتی محمد زرولی خان' مفتی محمد جمیل خان سمیت پاکستان بھر کی اہم دینی' سماجی و سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔ مفتی صاحب کی نماز جنازہ سے قبل اور نماز جنازہ کے دوران پولیس اور انتظامیہ کی جانب سے مسلسل بلاجواز فائرنگ اور آنسو گیس کے شیل پھینکنے کا سلسلہ جاری رہا جس سے علماء' عوام الناس اور جنازہ کے شرکاء کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد ازاں مفتی صاحب کی میت کو جامع مسجد خاتم النبیین' پوسٹ آفس سوسائٹی' نزد ابوالحسن اصفہانی روڈ' کراچی لے جایا گیا جہاں انہیں ان کی خواہش و وصیت کے مطابق ان کے شیخ و مرشد شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔ اس موقع پر مفتی صاحب کو ان کے صاحبزادوں مولانا امین الدین شامزی' مولانا تقی الدین شامزی' بھائی ڈاکٹر عزیز الدین' داماد مولانا

مستقیم' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا محمد طیب لدھیانوی اور حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حافظ عبدالقیوم نعمانی نے رات نو بجے لحد میں اتارا جبکہ قبر کی تکمیل رات ساڑھے نو بجے ہوئی۔

مفتی صاحب کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح دنیا بھر میں پھیل گئی۔ ٹیلی فون' فیکس' ای میل' ریڈیو اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصوں کے لوگوں کے اس واقعہ سے آگاہ ہوتے ہی اظہار مذمت وتعزیت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ قافلوں کے قافلے مختلف شہروں سے نماز جنازہ میں شرکت اور تعزیت کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن پہنچنے لگے۔ اس واقعہ کی مذمت اور اظہار تعزیت صدر جنرل پرویز مشرف' وزیراعظم جمالی' اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان' وفاقی وزراء راؤ سکندر اقبال' شیخ رشید احمد' فیصل صالح حیات' اعجاز الحق' شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر' خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد' پیر طریقت سید نفیس شاہ الحسینی' شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان' مفتی محمد رفیع عثمانی' مولانا فضل الرحمن' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' قاری سعید الرحمن' قاضی حسین احمد' مولانا سمیع الحق' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مفتی محمد جمیل خان' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' حافظ عبدالقیوم نعمانی' حافظ ریاض درانی' قاری محمد حنیف جالندھری' قاضی عبداللطیف' مفتی ابرار احمد' مولانا محمد شریف ہزاروی' علامہ ساجد نقوی' چوہدری شجاعت حسین' سردار فاروق احمد خان لغاری' راجہ ظفر الحق' مخدوم امین فہیم' مخدوم جاوید ہاشمی' رضا ربانی' محمد میاں سومرو' جنرل (ر) حمید گل' عمران خان' الطاف حسین' غنویٰ بھٹو' ڈاکٹر طاہر القادری' اصغر خان' آصف زرداری' حافظ حسین احمد' مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا حامد الحق حقانی' منور حسن' شاہ فرید الحق' پروفیسر خورشید احمد' لیاقت بلوچ' پروفیسر غفور احمد' وزیراعلیٰ سرحد اکرم درانی' گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد' وزیراعلیٰ سندھ سردار علی محمد مہر' صوبائی وزراء امتیاز شیخ' عرفان اللہ مروت' عرفان گل مگسی' آفتاب شیخ' ناظم کراچی نعمت اللہ خان' نثار کھوڑو' آفاق احمد' ڈاکٹر فاروق ستار' اعجاز شفیع' ڈاکٹر معراج الہدیٰ' علامہ عباس کمیلی' علامہ حسن ترابی' مولانا حسن جان' مولانا فضل الرحیم' مولانا عبدالرحمن سلفی' مولانا عبدالصمد ہالیجوی' قاری فیض اللہ چترالی' علامہ احمد میاں حمادی' مفتی زرولی خان' قاری محمد عثمان' مولانا عبدالکریم عابد' مولانا محمد اسعد تھانوی' مولانا محمد خان شیرانی' مولانا عبدالواحد' مولانا عبدالعزیز جتوئی' مولانا عبداللہ خیر' مولانا انوار الحق حقانی' مولانا حسین احمد شروری' مکہ مکرمہ سے ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی' مولانا سیف الرحمن' مولانا سید عنایت اللہ' مدینہ منورہ سے مولانا احمد رشید' جدہ سے قاری رشید' قاری اسامہ' قاری معاذ' گل شیر خان' بھارت سے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن' میرا ہند مولانا سید اسعد مدنی' مولانا سید ارشد مدنی' سرینگر سے علی گیلانی' امریکا سے قاضی فضل اللہ' مولانا فیض علی شاہ' مولانا محمد عادل خان' مولانا یوسف' مولانا ہارون الامین' مولانا عبید الرحمن' مولانا ممتاز الحق' زمبابوے سے مولانا احمد سیدات' دبئی سے مولانا لطف الرحمن' مولانا احمد الرحمن' زامبیا سے مولانا ادریس' مولانا محمد ایوب' موزمبیق سے مولانا نذیر' جنوبی افریقہ کے مولانا محمد بھامجی' مولانا شبیر احمد سالوجی' مولانا شبیر احمد راگی' مولانا عباس جینا' مولانا محمد ایوب' مولانا محمد داؤد' مفتی رضاء الحق' مولانا علاؤ الدین' مولانا عبدالحمید' شیخ الحدیث مولانا ہارون' مولانا فیاض الرحیم' مولانا یونس پٹیل' مولانا یوسف

مونیا' زبیر وید' مولانا محمد ابراہیم بھام' صوفی ابراہیم بھام جی' مولانا محمد شبیر قاضی' احمد کترادا' احمد وید' نذیر بدانی' مولانا محمد کاکا' حاجی غلام کاکا' شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمن' مولانا عبداللہ پاپا' مولانا موسیٰ پانڈور' یونس پراچہ' مولانا محمد نانا بھائی' فیصل مسعود' ڈاکٹر مسعود ولی حسن' برطانیہ سے مولانا منظور احمد الحسینی' مفتی سہیل احمد' مولانا حافظ اکرام الحق ربانی' مولانا عزیز الرحمن کراؤلے' قاری اسماعیل رشیدی' نعمان مصطفیٰ' اشفاق' مولانا طلحہ رحمانی' مفتی محمد اسلم' قاری محمد ہاشم' حافظ اکرام راجپڈیل' مولانا اسد میاں شاہ' مولانا موسیٰ پانڈور' جرمنی سے مولانا مشتاق الرحمن' مولانا محمد احمد' بنگلہ دیش سے مولانا شہید الاسلام' پاکستان کے مختلف شہروں سے مولانا نعیم امجد سلیمی' مولانا عزیز الرحمن رحمانی' محمد عابد بنوری' مولانا عبداللہ' مولانا محمد عبیداللہ خالد' قاری عتیق الرحمن' قاری محمد ابراہیم' مفتی محمود الحسن' مولانا انعام' مولانا ظہور احمد علوی' قاری عبدالوحید قاسمی' مولانا عبدالعزیز' مفتی خالد میر' خالد جان بنوری' مفتی شہاب الدین پوپلزئی' مولانا نور الحق نور' مولانا عزیز الرحمن ثانی' صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر' مولانا محمد نذر عثمانی' قاری کامران احمد' مولانا عبدالسلام قریشی' مولانا عبدالرحیم رحیمی' مفتی حفیظ الرحمن' مولانا محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبدالرؤف ربانی' مولانا محمد نذیر فاروقی' مفتی رویس خان ایوبی' مولانا محمد یوسف خان' شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف' قاری خلیل احمد بندھانی' مولانا محمد حسین ناصر' صوفی محمد مسکین سمیت دنیا بھر سے سیاسی و مذہبی رہنماؤں' زعمائے ملت اور اسلام اور علمائے کرام سے محبت وعقیدت رکھنے والے حضرات نے کیا۔ اس موقع پر ممتاز علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس واقعہ میں ملوث افراد کو فوری طور پر گرفتار کر کے عبرتناک سزائیں دے۔ انہوں نے مفتی نظام الدین شامزی کی شہادت کو شیخ یاسین کی شہادت کے ہم پلہ نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ مفتی نظام الدین شامزی جیسی بے ضرر شخصیت کو شہید کرنا علم اور اہل علم ہی کا قتل نہیں بلکہ انصاف اور انسانیت کا بھی قتل ہے۔ عراق' فلسطین' افغانستان' چیچنیا کے بعد اب پاکستان کو بھی مسلمانوں کے لئے مقتل بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان میں جاری دہشت گردی کی وارداتوں کے پیچھے منظم گروہ کام کر رہا ہے۔ اگر پاکستان میں علمائے کرام کا قتل عام اسی طرح جاری رہا تو ملک میں کسی بھی شریف آدمی کی جان و مال اور عزت کا محفوظ رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ مفتی نظام الدین شامزی اور ان جیسے دیگر علماء کی شہادت کے پیچھے امریکا' یہودی لابی اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کا ہاتھ ہے جو پاکستان سمیت دنیا بھر میں اسلام کو پنپتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ اگر علمائے کرام اور دینی مدارس دہشت گردی میں ملوث ہوتے تو آئے دن علمائے کرام دہشت گردی کا نشانہ کیوں بنتے۔ علمائے کرام نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے اور ہم قانون کو ہرگز اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے لیکن مفتی نظام الدین کے قاتل عوامی غیض وغضب کا نشانہ بننے سے نہیں بچ سکیں گے اور عوام انہیں خود کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت امن وامان کی بحالی میں بری طرح ناکام ثابت ہوئی ہے۔ انہوں نے صوبائی حکومت کی برطرفی اور تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام کی سیکیورٹی کے لئے فول پروف نظام کی تشکیل کا مطالبہ بھی کیا۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مفتی نظام الدین شامزی کی شخصیت ہر قسم کی فرقہ واریت سے بالاتر تھی اور وہ شیعہ سنی

بریلوی' اہلحدیث تمام مکاتب فکر کے نزدیک یکساں لائق احترام تھے۔ اپنی ساری زندگی انہوں نے اتحاد بین المسلمین کے فروغ کے لئے گزاری۔ وہ دنیا بھر کی دینی تحریکات کے سرپرست تھے۔ وہ ایک بزرگ عالم دین ہی نہیں بلکہ دین کا درد رکھنے والی شخصیت تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کے سدباب کے لئے انہوں نے مثالی خدمات انجام دیں۔ وہ مسلک حقہ کے ترجمان ومناد تھے' قرآن وحدیث کے مفسر وشارح تھے' فقہ وتصوف میں ان کی حیثیت مسلمہ تھی۔ تقریر وخطابت کو ان پر ناز تھا۔ ان کی شہادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' جمعیت علمائے اسلام کا مشترکہ نقصان ہے۔

ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے سخت سے سخت سزا دی جائے اور اسے فرقہ واریت کا واقعہ ہرگز نہ سمجھا جائے بلکہ اسے دہشت گردی کا واقعہ گردانتے ہوئے قادیانیوں کے اس واقعہ میں ملوث ہونے کے امکان کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ پچھلے چند سالوں سے جب سے ملک میں قادیانیوں کی سرگرمی میں تیزی آئی ہے اس وقت سے ممتاز علمائے کرام کو شہید کرنے کا عمل تیز ہوا ہے۔ اس لئے علمائے کرام کی شہادتوں کے سلسلے کو روکنے کے لئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

اس موقع پر ہم قارئین کو یہ یاد دلانا چاہیں گے کہ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ شہادت ایک ایسے موقع پر پیش آیا تھا جب جنرل پرویز مشرف نے ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کا اعلان کیا تھا اور اب حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کا سانحہ شہادت بھی ایسے موقع پر پیش آیا ہے جب جنرل پرویز مشرف نے ناموس رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس میں ترمیم کا اعلان کیا ہے۔ یہ دونوں واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان اکابر کی شہادت میں ناموس رسالت کے دشمن ملوث ہیں۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد جنرل مشرف نے ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کا فیصلہ واپس لینے کا اعلان کیا تھا۔ اب بھی عوام یہ توقع رکھتی ہے کہ حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ کی شہادت کے بعد جنرل مشرف ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کا فیصلہ واپس لینے کا اعلان کر کے پاکستان کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھیں گے۔ ☆☆............☆☆

بقیہ: مفتی صاحبؒ

یتیم ہوگئی۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی مسند حدیث خالی ہوگئی۔ آپ کیا گئے ایک عالم سونا ہوگیا' سچ کہا کہنے والے نے کہ: مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

اپنے شیخ اور ہمارے مخدوم شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کے مشن کی زندگی بھر آبیاری کے بعد ان کے قائم کردہ گلشن ''جامع مسجد خاتم النبیین'' کے پاس اپنے شیخ کے پہلو میں محو استراحت ہوگئے۔ عاش سعیدا ومات سعیدا۔ خوب گزرے گی جو ایک ساتھ رہیں گے شہیدان تین۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعۂ نور بنائے' پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ جامعہ علوم الاسلامیہ کی اللہ رب العزت حفاظت فرمائے اور مفتی صاحب کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم۔

قسط نمبر 2

ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

اسلام مذہب میں اعتدال...... رواداری یا انتہا پسندی

اسلام میں عدم تشدد..اعتدال..رواداری اور احترام انسانیت کی تعلیم

ارشادات باری تعالیٰ:

............''لااکراہ فی الدین ۔ قدتبین الرشد من الغی:۶۸ '''' دین کے بارے میں کسی پر کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ بے شک ہدایت گمراہی سے جدا کی جاچکی ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ بھی بہ وضاحت بیان کردیا ہے اور گمراہی کے راستے کی بھی نشاندہی کردی ہے۔ اب جو چاہے ہدایت والا راستہ اختیار کرکے رب کی خوشنودی اور جنت کا مستحق ٹھہرے اور جو چاہے گمراہی کے راستے پر چلے اور خدا کے غضب اور جہنم کا سزاوار ٹھہرے۔ دین قبول کرنے میں کسی پر جبر کرنا اسلام میں روا نہیں ہے۔

............''افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین:۶۹ '''' تو کیا آپ (ﷺ) لوگوں پر زبردستی کریں گے۔ تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔''

............''ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن:۷۰ '''' اور اپنے رب کی طرف دعوت وحکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان کے ساتھ اس طریقہ سے بحث وتمحیص کر جو بہت ہی بہتر ہو۔''

............''فبما رحمة من الله لنت لهم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولك:۷۱ '''' پس اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ ﷺ ان کے لئے نرم ہوگئے ہیں اور اگر آپ ﷺ تند خو سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ تم سے بھاگ کھڑے ہوتے۔''

............''خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین:۷۲ '''' درگزر کی عادت بنایئے اور نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے چشم پوشی کیجئے۔''

............''ولمن صبر وغفر ان ذالك لمن عزم الامور:۷۳ '''' اور جس نے صبر اختیار کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

............''ادفع بالتی هی احسن ۔ فاذلذی بینك وبینه عداوة کانه ولی حمیم:۷۴ '''' ''جواب میں وہی کہو جو اس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے گا کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوست ہوں گے گرم جوش۔''

❁ .... ’’والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ۰ واللہ یحب المحسنین:۷۵ ‘‘ ’’(اور جنت کے حق دار وہ پرہیزگار ہیں جو) غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے۔‘‘

❁ .... ’’ولاتسبو الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم:۷۶ ‘‘ ’’اور تم برا مت کہوان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بے ادبی اور ناسمجھی میں برا کہہ بیٹھیں۔‘‘

❁ .... ’’وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ:۷۷ ‘‘’’اگر دشمن صلح کی طرف جھک جائیں تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جائیں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔‘‘

❁ .... ’’من قتل نفساً بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا:۷۸ ‘‘’’جس نے کسی انسان کو بغیر نفس کے بدلہ کے یا زمین میں فساد پھیلانے کے قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام روئے زمین کے انسانوں کو قتل کر دیا۔‘‘

❁ .... ’’ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبات وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا:۷۹ ‘‘’’اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو عزت وشرافت بخشی ہے اور اس کو خشکی اور تری میں برتری دی ہے اور اسے پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اسے مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔‘‘

❁ .... ’’یاایھا الناس انا خلقناکم من زکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ۰ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۰ ان اللہ علیم خبیر:۸۰ ‘‘’’اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری پہچان کے لئے تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا۔ بے شک تم میں زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا اخبردار ہے۔‘‘

❁ .... ’’یااھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم غیر الحق:۸۱ ‘‘’’اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق طور پر غلو (انتہاپسندی) اختیار مت کرو۔‘‘

احادیث سید الانام ﷺ

❁ .... ’’ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لافضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی ولا لاحمر علیٰ اسود ولا لاسود علیٰ احمر الابالتقویٰ:۸۲ ‘‘(خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ خبردار کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی گورے کو کسی کالے پر اور یا کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں! تقویٰ سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔"

❁ ...."ایاکم والغلو فی الدین انما هلك من قبلکم بالغلو فی الدین:۸۳ "" مسلمانو! تم اپنے آپ کو دین میں غلو سے باز رکھو۔ اس لئے کہ تم سے پہلی امتیں دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔"

❁ ...."لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب:۸۴ " "پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔"

❁ ...."اذا صلی احدکم بالناس فلیخفف فان فیهم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی احدکم لنفسه فلیطول ماشاء:۸۵ "" جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے۔ کیونکہ جماعت میں کمزور، بیمار اور عمر رسیدہ لوگ ہوتے ہیں اور جب کوئی تم میں سے اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔"

تاریخ میں مذہبی انتہاپسندی کی مثالیں

انسانی تاریخ مذہبی انتہاپسندی کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ازمنہ سابقہ میں جب بھی کسی مذہب کے پیروکاروں یا ان میں سے کسی گروہ کو طاقت اور اقتدار ملا ہے اس نے دوسروں کے قتل و غارت گری میں تمام انسانی حدود کو پار کیا ہے۔ قتل و قتال اور فساد و غارت گری میں عموماً مذہبی احکام و تعلیمات کو پس پشت ڈال کر ذاتی عناد اور بے جا تعصب سے کام لیا جاتا۔ مفتوح قوم کو اولاً تاخت و تاراج کرنا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جانوروں تک تہ تیغ کرنا، کھڑی فصلوں اور درختوں کو تباہ کرنا، اسباب و سامان لوٹ کر آبادی کو آگ لگا دینا اور شہروں و آبادیوں کی اینٹ سے اینٹ بجادینا عام شیوہ تھا۔ انتقام کا جوش اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوتا۔ بلکہ مقتول سرداروں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں میں اچھالا جاتا۔ ان سروں کو اپنے سرداروں کے پاس تحفہ کے طور پر بھیجا جاتا اور دشمن کی کھوپڑیوں میں شراب پی کر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ ذیل کے سطور میں تاریخی حوالوں سے اس کی مثالیں دی جاتی ہیں:

یہود ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام سے باغی رہے۔ پیسہ اور دنیاوی جاہ و جلال کی محبت میں ہمیشہ وہ تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔ اس کی پاداشت میں ان پر تاریخ میں کئی تباہیاں آپڑی ہیں۔ ہمیشہ ملک بدر کئے گئے ہیں۔ الٰہی غضب و پھٹکار کے نتیجہ میں صرف یروشلم میں ۵۹۷ قبل مسیح میں پانچ لاکھ یہودی مارے گئے۔ ۱۱ے قبل مسیح میں ایک لاکھ بیس ہزار قتل کئے گئے۔ ۱۰ے قبل مسیح میں چالیس ہزار ذبح کئے گئے۔ ۱۳۵ قبل مسیح میں پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی ہلاک کئے گئے۔ ۷۰ قبل مسیح میں یروشلم ہی میں گیارہ لاکھ یہودی تہ تیغ کئے گئے۔

نیرو نے ۶۴ء میں عیسائیوں پر جو ظلم روا رکھے اس کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کو جانوروں کی کھال میں بھروا کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔ کچھ کو گرم تارکول کی چادریں پہنائی گئیں اور انہیں شاہراہوں پر مشعل کی طرح کھڑا کر کے جلا دیا گیا۔ عیسائیوں کے بدن کی چربی سے اپنے لئے موم بتیاں بنا کر اس کی روشنی میں وہ بھیانک تماشہ دیکھتا تھا۔

۷۰ء عیسوی میں طیطس رومی نے بیت المقدس کو فتح کر کے شہر کی تمام نوجوان لڑکیوں کو فاتحین میں تقسیم کر دیا۔ جوان مردوں کو جنگلی جانوروں سے پھڑوا دیا۔ ستانوے ہزار آدمی گرفتار کیے جن میں سے گیارہ ہزار بھوک کی تاب نہ لا کر مر گئے۔ کل ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔

خسرو پرویز نے ۶۴۵ء میں بیت المقدس کو فتح کیا تو کلیسائے قسطنطین اعظم کو آگ لگا دی۔ مقدس صومعوں اور معبدوں کے جواہر لوٹ لئے۔ بیت المقدس میں قتل عام کا حکم دیا اور نوے ہزار عیسائی مفتوحین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے جواب میں ہرقل نے جب ایران پر حملہ کیا تو پورے ارمیان شہر کو پیوند خاک کر دیا اور قیصر جسٹینین نے جب افریقہ کے ونڈالوں پر حملہ کیا تو اس نے پانچ لاکھ کی اس پوری آبادی کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

اسلام سے قبل ذونواس نے یمن میں خندق کھدوائی اور بیس ہزار کے قریب ان عیسائیوں کو زندہ جلوا دیا جنہوں نے یہودیت اختیار کرنے سے انکار کیا تھا۔

خود عرب منتشر قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا تھا۔ معمولی معمولی باتوں پر تلواریں نکل پڑتیں اور کشت و خون کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا۔ اسلام سے قبل قبیلہ بکر اور تغلب بن وائل دو قبیلوں کے درمیان حرب البسوس کے نام سے ایک لڑائی چھڑی جس میں بے انتہا جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ لڑائی چالیس سال تک چلتی رہی۔ اس لڑائی کا سبب بسوس نامی بڑھیا کی ایک اونٹنی تھی۔

قبیلہ عبس و ذبیان کے دو نوجوانوں نے داحس و غبراء نامی گھوڑوں پر مقابلہ کیا۔ جب داحس غبراء سے آگے نکلنے لگا تو قبیلہ ذبیان کے جوانوں نے شکست کے ملال سے مخالف گھوڑے پر حملہ کر دیا۔ اس پر دونوں قبیلوں میں لڑائی چھڑ گئی جو چالیس برس تک جاری رہی۔

بقول الطاف حسین حالی:

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یوں ہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
اور چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

اسی طرح تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں نے جب بھی مسلمانوں پر غلبہ پایا تو ہمیشہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔
عیسائی سیرت نگار جان بیگٹ اپنی کتاب: ''The Life and time of Muhammad'' میں رقمطراز ہے کہ: ''۱۰۹۹ء میں جب عیسائیوں نے یروشلم کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلمان مردوں' عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔''

اس واقعہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی ''الفاروق'' میں فرماتے ہیں کہ:
''عیسائیت کا اصل چہرہ یہ ہے کہ یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے کہ اس وقت دل ہلا دینے والے شور وغل میں کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مسجد عمر کے صحن میں خون' سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔ ستر ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کا طرز عمل ملاحظہ کیجئے کہ فلسطین کی فتح کے بعد جب حضرت عمرؓ شہر میں داخل ہوتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ۔ عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرو۔ اور پھر آپ وہاں کے بشپ کی اجازت حاصل کر کے ان کے گرجے میں نماز ادا کرتے ہیں۔''

ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں نے سپین (اندلس) پر پرامن حکومت کی۔ مگر جب ۱۴۹۲ء میں وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا۔ اس سلسلے میں مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آمسٹرانگ اپنی حالیہ کتاب: ''The Battle for God'' میں لکھتی ہیں کہ:
''۱۴۹۹ء میں سپین میں رہنے والے مسلمانوں سے کہا گیا کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کر لیں۔ یا پھر سپین سے نکل جائیں۔ اس طرح چند صدیوں تک یورپ مسلمانوں سے خالی ہوگیا۔......... یہودیوں کو بھی کہا گیا کہ یا تو عیسائیت قبول کر لیں یا سپین سے نکل جائیں۔ بہت سے یہودیوں (۷۰۰۰) نے عیسائیت قبول کی۔ تاہم اسی ہزار یہودی سرحد پار کر کے پرتگال چلے گئے۔ جبکہ پچاس ہزار یہودی نئی مسلمان عثمانی سلطنت کو فرار ہوگئے۔''
وہ عیسائیوں کے تعصب کے بارے میں مزید لکھتی ہیں کہ:
''اسلامی ریاست (سپین) میں یہودیت' عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے بھی زیادہ طویل عرصہ تک امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہے۔ تاہم جوں جوں عیسائی فوجیں اسلامی علاقوں کو فتح کرتی گئیں ان کے ساتھ ساتھ سامیت (یہودیت) دشمنی بھی پھیلتی گئی۔ ۱۳۷۸ء اور ۱۳۹۱ء میں یہودیوں پر عیسائیوں نے حملے کئے۔ وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے بپتسمہ کرنے کے مقامات پر لے جاتے اور موت سے ڈرا کر عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کرتے۔ عیسائیت قبول

کرنے والوں کو اس کے باوجود Marranos (خنزیر) کہا جاتا تھا۔‘‘

New Encyclopeadia Britanica کا مقالہ نگار لفظ ’’Spain‘‘ کے تحت لکھتا ہے کہ:

’’۱۴۹۲ء میں سپین میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ان میں سے تقریباً ۳۰ ہزار کو سزائے موت ملی اور ۱۲۰۰۰ کو زندہ جلادیا گیا۔‘‘

اس طرح عیسائیوں نے وہاں کے دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ کیا رویہ اپنایا۔ معروف سکالر محمد مارماڈیوک پکتھال نے اپنی کتاب اسلامی کلچر میں لکھا ہے کہ ہسپانیہ، صقلیہ اور اپالیہ میں مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کا نام لینے والا بھی باقی نہ رہا اور یونان کی ۱۸۲۱ء کی بغاوت میں مسلمانوں کو یوں چن چن کر قتل کیا گیا کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا اور ان کی مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔

عیسائیت میں پاپائے روم کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔ وہ لوگوں کے گناہوں کو بخشتا اور جنت و دوزخ کی ڈگریاں عطا کرتا۔ عیسائیت کے عظیم مصلح مارٹن لوتھر نے سولہویں صدی عیسوی میں اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ’’مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ‘‘ کے مولف ڈاکٹر محمد دین لکھتے ہیں کہ:

’’مارٹن لوتھر ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا۔ وہ پروٹسٹنٹ فرقے کا بانی تھا۔ جس نے پاپائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے مغفرت ناموں کی تجارت کے خلاف آواز بلند کی۔ اس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کردی اور بپتسمہ اور عشاء ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت قرار دیا جو رومی کلیساء نے ایجاد کر رکھی تھی۔‘‘

لوتھر کی مصلحانہ تحریک کے ردعمل میں خود عیسائیوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کی تفصیل عبدالحمید قادری اپنی تالیف ’’Dimentions of Christianity‘‘ میں بیان کرتے ہیں کہ:

’’مارٹن لوتھر کی احتجاجی تحریک میں انگلستان کے ۲۸۶ مذہبی علماء کو زندہ جلادیا گیا۔ سپین میں ۲۳۰۰۰ نیدر لینڈ میں ۵۰۰۰۰ اور دیگر یورپی ممالک میں ۲۵۰۰۰ سے زائد کو قتل کیا گیا۔ تاریخ انسانیت میں رومن چرچ نے جو مذہبی انتہاپسندی کی حد کردی تھی اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔‘‘

آج دنیا کو افہام و تفہیم اور تحمل و برداشت کی حد کا سبق دینے والے عیسائیوں نے ماضی میں جو تفرقہ بازی اور مذہبی انتہاپسندی کی حد کردی تھی۔ اس کا نقشہ انگریز مورخ آئیل ڈیورنٹ یوں پیش کرتے ہیں کہ:

’’سترہویں صدی عیسوی میں یورپ کے مختلف ممالک میں لڑی جانے والے طویل ترین جنگ جس میں جرمنی، فرانس، آسٹریا، سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ ۱۶۱۸ء سے لے کر ۱۶۴۸ء تک مسلسل تیس برس جاری رہنے والی جنگ کو ’’سی سالہ جنگ‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد مارے گئے۔ طویل ترین

جنگ عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان لڑی گئی جو بعد ازاں ایک صلح نامہ کے نتیجہ میں اختتام پذیر ہوئی۔''

عالمی طاقتوں کا مسلمانوں کے خلاف رائے میں ہمیشہ اتفاق رہا ہے۔ ۱۸۱۵ء میں منعقد ہونے والے مقدس اتحاد جس میں روس' جرمنی اور کروشیا کے سربراہان نے شرکت کی تھی تین اصول طے کیے۔ جو عالمی سطح کی ناانصافیوں کی بنیاد ثابت ہوئے۔ ان اصولوں میں ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب و جوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ بیسویں صدی کی بڑی جنگوں پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ:

- روس میں سوشلزم کے انقلاب میں تقریباً چار کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔
- چین میں کمیونزم نافذ کرنے کے لئے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی دی گئی۔
- کوریا میں صرف دو سالوں میں پچاس لاکھ مرد اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔
- امریکہ و جاپان کی جنگ ۱۹۴۵ء میں امریکہ کی طرف سے جاپان پر دو ایٹم بم گرائے گئے۔

جس سے ہیروشیما میں ۷۰ ہزار افراد ناگاساکی میں ۴۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے اور زخمی و مستقل معذور ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

عالمی امن کی علمبردار مغربی دنیا نے جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم کی صورت میں دو دفعہ پوری دنیا کو تباہی کی بھٹی میں جھونکا۔ چنانچہ ۱۴/ اگست ۱۹۱۴ء کو جنگ عظیم اول کا میدان جنگ گرم کیا گیا جو بعد ازاں ۱۵۶۵ دنوں تک جاری رہی۔ اس جنگ میں ساڑھے چھ کروڑ افراد دھکیلے گئے۔ ایک کروڑ فوجی میدان میں مارے گئے۔ ڈیڑھ کروڑ شہری قتل ہوئے۔ دو کروڑ سے زائد افراد دائمی معذور ہوئے۔ لاکھوں بچے یتیم ہوئے۔ پچاس لاکھ عورتیں بیوہ ہوئیں۔ لاکھوں عورتیں' بچے' فوجی اور شہری لاپتہ ہوئے۔

جبکہ دوسری عالمی جنگ میں ۳۵ ملین انسان ہلاک ہوئے۔ بیس ملین' ہاتھ پاؤں سے معذور ہوئے۔ سترہ ملین لیٹر خون زمین پر بہایا گیا۔ بارہ ملین حمل ساقط ہوئے۔ تیرہ ہزار پرائمری و سیکنڈری سکول' چھ ہزار یونیورسٹیاں اور آٹھ ہزار لیبارٹریاں ویران و برباد ہوگئیں۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام پر اخبارات میں یہ خبر لگی کہ روس نے امریکی کارخانوں سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ چالیس لاکھ مصنوعی ٹانگیں تیار کریں جو جنگ میں لنگڑے لولے ہو جانے والے فوجیوں کو لگائی جائیں گی۔

مذکورہ بالا تمام واقعات میں مذہبی انتہاپسندی بنیادی عنصر کے طور پر یا دیگر اسباب کے ساتھ ایک بنیادی سبب کے طور پر کارفرما رہی ہے۔ آیئے اب دیکھتے ہیں ماضی قریب یا زمانہ حال میں مذہبی انتہاپسندی کی کیا حالت ہے۔

مرسلہ: مولانا عبدالستار حیدری

رحمت اللعالمین ﷺ اور بد دعا

س...... روز نامہ جنگ کے اسلامی صفحہ پر ایک مضمون نگار لکھتے ہیں کہ: ''بئر معونہ میں دھوکے سے شہید کئے جانے والے 70 معلم تمام کے تمام اصحاب صفہؓ تھے۔ ان کی جدائی کا حضور ﷺ کو اس درجہ صدمہ ہوا کہ آپ ﷺ متواتر ایک مہینے تک نماز فجر میں ان کے قاتلوں کے حق میں بد دعا فرماتے رہے۔''

یہ تو وہ الفاظ ہیں جنہیں میں نے لفظ بلفظ آپ کے اخبار سے اتار دیا ہے۔ آپ کے اور ہم سب کے علم میں یہ بات تو ہے کہ حضور ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین اور رحمت للعالمین جیسے القاب سے قرآن کریم میں مخاطب کیا ہے۔ وہ کبھی کسی کے حق میں بد دعا کے لئے ہاتھ اٹھا سکتے تھے؟۔ کیا یہ بات کوئی ذی شعور باور کر سکتا ہے؟۔

میں سعودیہ گرلز کالج کی بی اے کی طالبہ ہوں۔ میری نظروں سے بھی مختلف اسلامی کتابیں گزری ہیں۔ میرا ذہن اس بات کو قبول نہیں کر سکتا اور جو بات غلط ہو اسے کسی کا ذہن قبول کر ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کسی کے حق میں بد دعا فرمائیں؟۔ آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے کیا کیا سلوک نہ کیا۔ آپ ﷺ جس راستے سے گزرتے لوگ آپ ﷺ پر غلاظت پھینکتے اور آپ ﷺ کو طائف کی گلیوں میں گھسیٹے۔ ایک دفعہ تو لوگوں نے یہاں تک کیا کہ آپ ﷺ پر اتنے پتھر برسائے کہ آپ ﷺ لہولہان ہوگئے اور آپ ﷺ کے پائے مبارک جوتوں میں خون کے بھر جانے سے چپک گئے .... جب بھی آپ ﷺ نے بدبختوں کے حق میں بد دعا نہ کی بلکہ جب بھی لوگ آپ کو تکلیف پہنچاتے آپ ﷺ فرماتے کہ: ''اے اللہ! انہیں نیک راہ دکھا اور بتا کہ میں کون ہوں۔''

ایک طرف تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ 70 معلموں کو دھوکے سے شہید کیا گیا اور آگے لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان قاتلوں کے حق میں بد دعا فرمائی۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ جو لوگ شہید ہوتے ہیں وہ کبھی مرتے نہیں۔ بلکہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں تو جن کو شہادت کا درجہ ملا ہو ان کے قاتل تو خود بخود دوزخ کی آگ میں پھینکے جائیں گے۔ ان کے لئے بد دعا کیا ضروری ہے؟۔ اور وہ بھی رحمت اللعالمین ﷺ نے فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک کی۔ کیا شاہ صاحب نے (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کو نماز فجر کے بعد مسلسل ایک مہینہ تک بد دعا کرتے دیکھا یا کسی کتاب سے پڑھا۔ کونسی حدیث ان کی نظروں سے گزری۔ ذرا حوالہ تو دیں کہ میں خود بھی پڑھوں۔ میرا بھی مضمون اسلامیات ہے۔ میں نے کبھی ایسا نہیں پڑھا۔

ج...... بئر معونہ میں ستر قراء کی شہادت کا واقعہ حدیث و تاریخ اور سیرت کی تمام کتابوں میں موجود ہے اور آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا اور ان کافروں پر جنہوں نے ان حضرات کو دھوکہ

سے شہید کیا تھا۔ بدعا کرنا صحیح بخاری' صحیح مسلم' ابوداؤد' نسائی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہے۔ اس لئے آپ کا انکار کرنا غلط ہے۔ رہا آپ کا یہ شبہ کہ آنحضرت ﷺ تو رحمت للعالمین تھے۔ آپ کیسے بدعا کر سکتے تھے؟۔ آپ کا خیال بھی سطحی قیاس کی پیداوار ہے۔ کیا موذیوں کو قتل کرنا' ان کو سزا دینا اور ان کو سرزنش کرنا رحمت نہیں؟۔ کیا رحمت للعالمین ﷺ کے رحیم وشفیق قلب مبارک کو ان مظلوم شہداء کی مظلومانہ شہادت پر صدمہ نہیں پہنچا ہوگا؟۔ اور جن موذیوں نے غداری وعہد شکنی کر کے ان کو شہید کر ڈالا کیا قلب مبارک میں ان کے لئے بدعا کا داعیہ پیدا نہیں ہوا ہوگا؟۔ آپ ماشاء اللہ! بی اے کی طالبہ ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ چوروں' ڈاکوؤں' غنڈوں اور بدمعاشوں پر سختی کرنا عین رحمت ہے۔ اور ان پر ترس کھانا خلاف رحمت ہے۔ شیخ سعدیؒ کے بقول:

نیکوئی با بداں کردن چناں است

کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اور آپ کا یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ شہداء کے قاتل خود ہی دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے لئے بدعا کی کیا ضرورت ہے؟۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ قاتل کے خلاف کسی عدالت میں استغاثہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ بقول آپ کے خود ہی کیفر کردار کو پہنچے گا اور اگر آپ کے نزدیک کسی قاتل کے خلاف عدالت میں استغاثہ جائز ہے اور یہ خلاف رحمت نہیں۔ تو آنحضرت ﷺ اگر بارگاہ الٰہی میں ان قاتلوں کے خلاف استغاثہ فرماتے ہیں تو یہ آپ کو کیوں غلط نظر آتا ہے؟۔ شہید بلاشبہ زندہ ہیں اور مراتب عالیہ پر فائز ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ کسی شہید کی مظلومانہ شہادت پر ہمیں رنج وصدمہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اس واقعہ کا تو آپ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر رہی ہیں۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے گا کہ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی بدعائیں نقل کی گئی ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سراپا رحمت ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود کافروں' بے ایمانوں اور موذیوں کے خلاف بارگاہ الٰہی میں استغاثہ کرتے ہیں۔ آپ نے طائف کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر پتھر برسائے گئے مگر آپ ﷺ نے بدعا نہ فرمائی۔ آپ نے شاید حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی حدیث پڑھی ہوگی کہ:

''آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا۔ لیکن جب حدود اللہ کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا۔''

طائف کا واقعہ آنحضرت ﷺ کی ذات سے متعلق تھا۔ وہاں صبر کی مجسم تصویر بنے رہے اور بئر معونہ کا واقعہ حدود اللہ کو توڑنے' عہد شکنی کرنے اور مسلمانوں کو ظلماً شہید کرنے کا واقعہ تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ کی بے چینی وبے قراری اور حق تعالیٰ سے والہانہ استغاثہ وفریاد طلبی اپنی ذات کے لئے نہیں تھی کہ آپ اس کے لئے طائف کی مثال پیش کریں۔ یہاں جو کچھ تھا وہ دینی غیرت اور ان مظلوموں پر شفقت کا اظہار تھا۔ الغرض بئر معونہ کا جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور ایسے موذیوں کے لئے بدعا کرنا آنحضرت ﷺ کی شان رحمت للعالمین کے خلاف نہیں بلکہ اپنے رنگ میں یہ بھی رحمت وشفقت کا مظہر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱ص ۳۹۶'۳۹۷)

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کے متعلق چند گزارشات

1...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول بے شک عالم کے عام دستور کے خلاف ہے۔لیکن ذرا اس پر بھی تو غور فرمائیے کہ ان کی ولادت کیا عالم کے عام دستور کے موافق ہے؟۔ باایں ہمہ اس اعجازی ولادت کا ذکر خود قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ پھر ان کا نزول عالم کے درمیانی واقعات میں سے نہیں بلکہ عالم کی تخریب کے علامات میں شمار ہے اور تخریب عالم یعنی قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت بھی ایسی نہیں جو عالم کے عام دستور کے موافق ہو۔لہٰذا اگر ان کے نزول کو قیاس کرنا ہی ہے تو عالم کے تعمیری دور کی بجائے اس کے تخریبی دور پر قیاس کرنا چاہئے۔

2...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا مسئلہ صرف عام انسانوں کی موت پر قیاس کر کے طے کر دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ عام انسانوں کی حیات وموت سے مذہبی عقیدہ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ صرف ظن وتخمین سے بھی طے کیا جاسکتا ہے۔اس کے برخلاف اس اولوالعزم رسول کی موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ اس سے مذہبی عقیدے کا تعلق ہے۔ مزید برآں یہاں ایک طرف کتاب وسنت کی تصریحات' دوسری طرف نصاریٰ کی مذہبی تاریخ ان کی حیات کی گواہی بھی دے رہی ہے۔اس لئے اس کو صرف قیاس سے کیسے طے کیا جاسکتا ہے۔

3...... یہ بات بہت زیادہ غور کرنے کے قابل ہے کہ دنیا میں پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کو یہود ملعون نے قتل کیا ہے۔مگر کیا ان کی موت میں کسی متنفس کو بھی اختلاف ہے۔ پھر خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے معاملہ میں بات کیا ہے کہ ان کی موت وحیات میں آج تک ان کی امت کو بھی اختلاف ہے۔کیا اس سے یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ ان کی موت کا معاملہ ضرور دوسروں سے کچھ مختلف ہے۔

4...... لغت عرب میں موت کے لئے ایک صریح لفظ ''موت'' کا موجود ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوچکی تھی تو کیا وجہ ہے کہ ان کے معاملہ میں قرآن کریم نے اس صریح لفظ کو کہیں استعمال نہیں فرمایا۔ تاکہ ایک طرف ان کی موت کا مسئلہ طے ہوجاتا اور دوسری طرف ان کی الوہیت کا افسانہ بھی باطل ہوجاتا۔

5...... یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت واقع ہوچکی تھی تو آج تک ان کی قبر کیسے لاپتہ رہی۔ جبکہ ان کی امت میں ان کے موافق اور مخالف دونوں فریق کسی انقطاع کے بغیر مسلسل چلے آرہے ہیں۔ دیکھئے اس امت میں نہ معلوم کتنے اولیاء اللہ گزر چکے ہیں۔ جن کی وفات کو بڑی بڑی مدتیں گزر چکی ہیں۔ مگر ان کی قبروں کا لاپتہ ہونا تو درکنار اب تک وہ زندہ یادگاریں بنی ہوئی ہیں۔ پھر یہ کیسے قرین قیاس ہے کہ نصاریٰ کی اس فرط عقیدت کے باوجود ان کی قبر لاپتہ ہوجاتی۔

6...... ہم ہرگز اس امر کے مجاز نہیں کہ کسی اولوالعزم رسول کی اپنی جانب سے کوئی ایسی جدید تاریخ

بناڈالیں جو اس کے موافق ومخالف میں سے کسی کو بھی مسلم نہ ہو۔ اور نہ اس کے لئے کوئی اور خارجی قطعی ثبوت موجود ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی دیئے گئے۔ مگر وہ اس پر مرے نہیں بلکہ کشمیر جا کر مدتوں کے بعد اپنی موت سے مر گئے ہیں۔ یہ ان کی ایک ایسی جدید تاریخ ہے جس کا دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں اور نہ اس کے لئے خارجی کوئی قطعی شہادت موجود ہے۔

7...... اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سلف صالحین کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ وہ وفات پاچکے ہیں تو پھر تاریخی طور پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مسلمانوں میں ان کی حیات کا عقیدہ کب سے پیدا ہوا۔ یہ واضح رہنا چاہیے کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سب کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے۔ جو موت کہ متنازع فیہ ہے وہ ان کی گزشتہ موت ہے۔ پس اگر کسی کے قلم سے موت کا لفظ نکلا بھی ہو تو جب تک یہ بھی ثابت نہ کیا جائے کہ وہ ان کی گزشتہ موت کا قائل ہے اور آیت نزول کا منکر ہے۔ اس وقت تک صرف موت کا لفظ پیش کرنا بالکل بے سود ہے۔

8...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں قرآنی آیتوں کی تفسیر صرف لغت کی مدد سے کرنی صحیح نہیں۔ بلکہ اس پر بھی نظر رکھنی لازم ہے کہ یہاں مدعیین کے بیانات کیا نقل کئے گئے ہیں اور ان کے معاملہ کی پوری روئیداد کیا ہے۔ پھر جو قرآنی فیصلہ ہے وہ بھی اسی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔

9...... قرآن کریم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اصل لفظ جو قابل بحث ہے وہ ''رفع'' کا ہے۔ اس لئے اس نے اسی لفظ کو اپنے فیصلہ میں لیا ہے اور اسی پر زور دیا ہے اور تحفہ کا لفظ اپنے فیصلہ میں لیا ہی نہیں۔ یعنی ''وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه'' فرمایا ہے اور ''بل توفاه الله'' نہیں فرمایا۔

10...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں زیر بحث ان کا جسم ہی تھا۔ یہود اس کے قتل کے مدعی تھے اور نصاریٰ اس کے رفع کے قائل تھے۔ روح کا معاملہ نہ زیر بحث تھا۔ نہ یہ معاملہ زیر بحث آنے کے قابل تھا۔ ظاہر ہے کہ روح کا معاملہ ایک غیبی اور پوشیدہ معاملہ ہے۔ اس پر کوئی حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔ نیز جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ابھی ثابت ہی نہیں ہے تو ان کی روح زیر بحث آ ہی کیا سکتی۔ اس کے علاوہ جب رفع روحانی میں عام مومنین بھی شریک ہوسکتے ہیں تو انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس میں شبہ ہی کیا ہوسکتا ہے۔

11...... یہ بات بڑی اہمیت کے ساتھ غور کرنے کے قابل ہے کہ جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کا مقتول ہونا قرآن کریم نے خود تسلیم کرلیا ہے۔ حالانکہ ان کے قاتلین بھی وہی یہود تھے جو یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے مدعی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اگر کسی کے مقتول ہونے سے اس کے رفع روحانی میں شبہ پیدا ہوسکتا تھا تو قرآن کریم نے ان کے رفع روحانی کی تصریح نہیں کی اور خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ تصریح کرنی کیوں ضروری سمجھی ہے۔ حالانکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے قتل سے بھی ان کا مقصد ان کے رفع روحانی کا انکار کرنا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کا مقتول ہوجانا اس کے لعنتی ہونے کا ہرگز ثبوت نہیں بن سکتا۔ ورنہ دوسرے مقتول انبیاء علیہم السلام کا لعنتی ہونا ماننا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ!

12...... یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جب یہود نے: ''انا قتلنا'' کہا (یعنی ہم نے ان کو یقیناً قتل کر ڈالا

ہے۔) تو قرآن کریم نے ان کی تردید میں دوبار: ''وما قتلوہ'' فرمایا (یعنی ہرگز ان کو قتل نہیں کیا۔) لیکن جب عیسائیوں نے: ''ان عیسیٰ رفع '' کہا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام اٹھالئے گئے۔) تو اس نے ایک بار بھی: ''ومارفع'' نہیں کہا (یعنی ہرگز نہیں اٹھائے گئے) بلکہ: ''بل رفعہ اللہ الیہ . '' کہہ کر ان کی اور تائید فرمادی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اتنی بات میں یعنی ان کے رفع کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ درست تھا۔

13...... قرآن کریم سے کہیں معلوم نہیں ہوتا کہ اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مقدمہ کبھی آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ بلکہ ان کے نزدیک وہ پیش کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ جو فریق ان کے قتل کا یقین رکھتا ہو وہ ان کے نزول کی بحث ہی کیا کر سکتا تھا۔ ہاں جو فریق ان کے رفع جسمانی کا مدعی تھا وہ لازمی طور پر ان کے نزول کا بھی قائل تھا۔ پس براہ راست ان کے نزول کا مسئلہ نہ ان کے نزدیک قابل بحث تھا نہ ان کے نزدیک۔ لہٰذا جب اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث ہی نہ تھا تو قرآن کریم اس صریح لفظ کے ساتھ اس پر بحث کیسے کرتا۔ اس لئے یہ خیال کتنا غلط ہے کہ قرآن کریم میں چونکہ نزول کا صریح لفظ کہیں موجود نہیں۔ اس لئے ان کا نزول قابل تسلیم نہیں۔ جی ہاں رفع کا لفظ جہاں موجود تھا۔ کیا آپ نے اس کو مان لیا۔

14...... قرآن کریم اور حدیث پر سرسری نظر ڈالنے سے ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں قرآن کریم کسی خاص مقصد سے بحث کا ایک پہلو لے لیتا ہے۔ وہاں حدیث فوراً اس کا دوسرا پہلو اپنے بیان میں لے لیتی ہے اور اس طرح اس کے دونوں پہلو سامنے آجاتے ہیں اور درحقیقت حدیث کے بیان ہونے کا بھی منشاء یہی ہے۔ اسی اصول کے مطابق چونکہ یہاں قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا پہلو لے لیا تھا۔ اس لئے حدیث نے اس کا دوسرا پہلو یعنی نزول کا لے لیا ہے اور اس کو اتنا روشن کیا ہے۔ اس کی اتنی تفصیلات بیان کی ہیں اور اس کو اتنا پھیلایا ہے کہ اس کے بعد قرآن کریم میں رفع سے جسمانی رفع کے سوا روحانی رفع کا احتمال ہی باقی نہیں رہتا۔ ظاہر ہے کہ حدیثوں میں جو تفصیلات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی مذکور ہیں۔ ان میں جسمانی نزول کے سوا دور کا بھی کوئی دوسرا احتمال نہیں۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ جو شخص اپنے جسم کے ساتھ اترے گا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا اور اس طرح اب آپ جتنا قرآنی رفع کو حدیثی نزول اور حدیثی نزول کو قرآنی رفع کے ساتھ ملا ملا کر پڑھتے جائیں گے اتنا ہی آپ پر یہ روشن ہوتا چلا جائے گا کہ جو شخص جسم کے ساتھ اترے گا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اٹھایا گیا تھا اور جو جسم کے ساتھ اٹھایا گیا تھا وہ ضرور اپنے جسم ہی کے ساتھ اترے گا۔

15...... یہ سوال بھی کتنا عجیب ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم ہی کے ساتھ نازل ہوں گے تو کیا لوگ ان کو اپنی آنکھوں سے اترتا ہوا بھی دیکھیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ سوال ان کے آسمان پر جانے کے متعلق ہو سکتا ہے تو اترنے کے متعلق بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہوگی جیسا یہ کہا جائے کہ اگر عرش بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا تسلیم کر لیا جائے تو کیا اس کو لوگوں نے اڑتا ہوا بھی دیکھا تھا؟۔ یا مثلاً اگر شق القمر کا معجزہ تسلیم کیا جائے تو کیا اس کو دو ٹکڑے ہو کر اس کا پھر مل جانا عام لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ پس جو حیثیت اس سوال کی

ان ثابت شدہ مقامات میں ہوگی وہی حیثیت اس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں سمجھنی چاہئے۔

16 ...... یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ جب کوئی واقعہ اپنے دلائل کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے تو اس میں ضمنی اختلافات کا پیدا ہو جانا اس کی واقعیت پر ذرا اثر انداز نہیں ہوتا۔ آخر آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت اور آپ ﷺ کی عمر شریف میں بھی اختلافات منقول ہیں۔ مگر اس وجہ سے آپ ﷺ کی ولادت یا آپ ﷺ کی وفات میں کوئی ادنیٰ شبہ پیدا ہو سکتا ہے؟۔ پھر یہ کتنی ناانصافی ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں راویوں نے بعض غیر متعلق باتوں میں اختلاف کیا ہے تو اس کی وجہ سے ایک متفق علیہ واقعہ کا بھی انکار کر دیا جائے۔ کیا نماز کی ہیئت یا زکوٰۃ یا روزے اور حج کی روایات میں اختلاف نہیں؟۔ پھر کیا اس کی وجہ سے ان کے ثبوت بلکہ ان کی رکنیت میں کسی مسلمان کو ادنیٰ شبہ ہے؟۔

17 ...... دین اسلام کا یہ بھی ایک طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے بیانات میں غیر متعارف مجازات اور نامانوس استعارات کا کہیں استعمال نہیں ہوا اور درحقیقت ایک آخری دین کی یہی صفت ہونی بھی چاہئے۔ اس کے برخلاف یہود ونصاریٰ ہیں جن کے ہاں بات بات میں استعارات حتیٰ کہ توحید جو کہ اصول دین میں داخل ہے۔ اس میں بھی مجاز واستعارہ کا دخل موجود ہے۔

18 ...... صریح الفاظ کی تاویل کرنی کبھی مبارک نہیں ہوئی۔ اسی منحوس عادت کی بدولت یہود ونصاریٰ آنحضرت ﷺ کے متعلق صریح پیشگوئیوں کے منکر ہو گئے اور اسی کی بدولت یہود نے پہلی بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسیح ہدایت ہونے کا انکار کیا اور آخر میں ان کی بجائے دجال کی تصدیق کریں گے۔ یعنی ان کو مسیح ہدایت مانیں گے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس صاف پیشگوئی میں پھر وہی تاویل کی راہ اختیار کی گئی تو وہ بھی ہرگز مبارک نہیں ہوگی اور اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ جب مسیح برحق نازل ہوں تو ان کا انکار کر دیا جائے اور اگر بالفرض ان صریح بیانات کی تاویل کرنی بھی درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہود ونصاریٰ آپ کی آمد کی پیشگوئیوں میں تاویل کرنے میں معذور نہ ٹھہرائے جائیں۔ فاعتبروا یاآولی الابصار!

19 ...... آخر میں یہ تنبیہ کرنی ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی حیات ووفات پر بحث کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان اگر ان کی حیات کے قائل ہیں تو وہ صرف ان کی عام حیات کے قائل نہیں بلکہ اس حیات کے قائل ہیں جو رفع کے بعد اس وقت بھی آسمانوں میں ان کو حاصل ہے۔ اسی طرح یہود اگر ان کی موت کے قائل ہیں تو وہ بھی ان کی عام موت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اس موت کے قائل ہیں جو خود ان کے فعل سے واقع ہوئی ہے۔ اب اگر آپ ان کی حیات وموت کو رفع وقتل کی بحث سے الگ کر کے دیکھیں تو پھر خود انصاف فرمائیے کہ اس کی اہمیت کیا رہ جاتی ہے۔ جس بات سے ان کی حیات وموت کی اہمیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ صرف ان کے رفع وقتل کا مسئلہ ہے۔ اس لئے یہاں حیات ووفات کو اصل موضوع بنائے رکھنا بالکل ایک عبث مشغلہ ہے اور اسی طرح اس کی جواب دہی میں مصروف رہنا بھی اضاعت وقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان کے رفع وقتل ہی کو موضوع بحث بنایا ہے اور صرف حیات وموت کو بحث کے قابل نہیں سمجھا۔

محمد متین خالد

قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کا عبرتناک انجام

8 جون 1982ء کو اسلام آباد میں قادیانی جماعت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر کی عبرتناک اور حسرتناک موت کے بعد مرزا طاہر قبضہ گروپ کے سرغنہ کی حیثیت سے قادیانی جماعت کا چوتھا خلیفہ بنا۔ مرزا طاہر چونکہ سیاسی ذہن رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے قادیانی جماعت کو پاکستان کی سیاست میں براہ راست ملوث کیا تاکہ کلیدی عہدوں پر قبضہ کیا جائے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ قادیانی جماعت نے جس سیاسی جماعت کے دامے درمے قدمے سخنے مدد اور حمایت کی اسی جماعت نے پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کی رو سے 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

حالیہ برسوں میں قادیانی جماعت نے جنرل پرویز مشرف کے صدارتی ریفرنڈم میں بھرپور حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ قادیانیوں نے اس ریفرنڈم میں کروڑوں روپے خرچ کیے۔ ہر قادیانی اپنے خلیفہ کی ہدایت پر اس صدارتی ریفرنڈم کو جماعتی مشن سمجھ کر اس کی کامیابی کے لئے سرگرم کارکن کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔ اس کا فائدہ کیا ہوا؟۔ صرف اتنا کہ ووٹرلسٹ میں سے ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ نکال دیا گیا۔ لیکن اسے صرف ایک ماہ کی عارضی زندگی ملی۔ 29 مئی 2002ء کو تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے لاہور میں ایک ہنگامی اور اہم اجلاس منعقد کیا جس میں متفقہ طور پر حکومت کو 6 جون 2002ء تک کی مہلت دی کہ ووٹر فارم میں ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ شامل کیا جائے۔ ورنہ 1953ء جیسی تحفظ ختم نبوت تحریک چلائی جائے گی۔ اس الٹی میٹم سے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔ حکومتی مشینری فوراً حرکت میں آئی اور اس سے اگلے دن 30 مئی 2002ء کو ملک کے تمام اخبارات میں یہ خبر آ گئی کہ حکومت پاکستان نے فوری طور پر الیکشن کمیشن کو یہ حکم جاری کر دیا ہے کہ مذکورہ حلف نامہ کو پھر سے ووٹرلسٹ میں شامل کرلیا جائے۔

اسی طرح سیرت کانفرنس کے موقع پر صدر پرویز مشرف نے دوٹوک اعلان کیا کہ: ''منکرین ختم نبوت (قادیانی) دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

ان حکومتی اقدامات سے قادیانیوں کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ ایک بار پھر ذلت کی گہرائی میں منہ کے بل جا گرے۔ مرزا طاہر کی احمقانہ سیاست گری اور بچگانہ فیصلوں کے نتیجہ میں قادیانیوں کو شرمندگی اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ 26 اپریل 1984ء کو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔ اس پر مرزا طاہر نے پوری قادیانی جماعت کو حکم دیا کہ وہ اسلامی شعائر کا بھرپور استعمال کرکے صدارتی

آرڈیننس کی خلاف ورزی کریں۔ اس پر مرزا طاہر کے خلاف آئین وقانون کی خلاف ورزی پر مقدمہ درج کر لیا گیا۔ مرزا طاہر گرفتاری کے ڈر سے رات کے اندھیرے میں برقع پہن کر بیرون ملک فرار ہوگیا اور وہاں بیٹھ کر اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ مرزا طاہر اپنے خطبات میں قادیانیوں کو فاتحانہ انداز میں جلد پاکستان آنے کی جھوٹی تسلیاں دینے لگا۔ انہی دنوں اس نے اپنی شاعری میں پاکستان میں واپسی کے بارے میں کہا تھا کہ:

ہم آن ملیں گے متوالو بس دیر ہے کل یا پرسوں کی
تم دیکھو گے تو آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دید کے ترسوں کی

یہ بات نہیں وعدوں کے لیے لیکھوں کی تم دیکھو گے
ہم آئیں گے جھوٹی نکلے گی لاف خدا ناترسوں کی

مرزا طاہر کی بے وزن شاعری یہ بات سچ ثابت کرگئی کہ خدا ناترسوں کی لاف گزاف واقعی جھوٹی نکلی۔ مرزا طاہر اپنی پاکستان واپسی کے ارمان دل میں لئے جہنم واصل ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اور اس کی زبان میں خدا بولتا ہے۔

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جب کسی گستاخ کو سزا دیتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی عقل سلب کر لیتے ہیں۔ (یعنی اس کی مت ماری جاتی ہے) قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ مرزا طاہر کی موت کا آخری عشرہ نہایت عبرتناک تھا۔ ایسے معلوم ہوتا کہ وہ مکمل طور پر خدائی گرفت میں آچکا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر' ذیابیطس' شدید کھانسی' سانس کی تکلیف' معدہ کی تکلیف' طبیعت میں بے چینی' پیٹ کی بیماری' اعصابی کمزوری' خون میں شوگر' کولیسٹرول کی زیادتی اور ہارٹ اٹیک جیسے مرض بری طرح اسے چمٹے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک آوارہ مزاج اور جنسی مریض بھی تھا۔ یہ مرض اسے اپنے والد سے وراثتاً بلکہ نسلاً منتقل ہوا تھا۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس کی جنسی عیاشیوں کے قصے جب وہ ''میاں طاری'' کے نام سے مشہور تھا چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں اب بھی زبان زدعام ہیں۔ وہ شراب وکباب کا رسیا تھا۔ لجنہ سے تعلق رکھنے والی شاید ہی کوئی ایسی لڑکی ہو جس نے مرزا طاہر سے سلسلہ عالیہ کا ''جنسی فیض'' حاصل نہ کیا ہو۔ جماعت کے عہدیدار اور مربی بیرون ممالک بالخصوص یورپ میں اپنی تعیناتی کے لئے ہمیشہ بے چین رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کسی بارسوخ شخص کی سفارش کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ وہ لوگ اپنی حسین وجمیل بیویوں اور لڑکیوں کو مرزا طاہر کے پاس اس سفارش کے لئے استعمال کرتے۔ حالانکہ انہیں یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہوگی کہ اس کے بدلے میں وہ کیا قیمت ادا کر رہے ہیں؟۔ بیرون ممالک جہاں مرزا محمود نے مشن ہاؤسز قائم کئے وہاں پر مبلغوں کے ساتھ یہ غیر انسانی' غیر اخلاقی اور غیر معاشرتی سلوک لازم روا رکھا تھا کہ وہ دوران تبلیغ اپنی بیوی سے جسمانی رابطہ نہ رکھ سکتے تھے۔ یعنی ان کو اپنی بیوی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ اس کی مثال اس سے بہتر اور کیا ہوگی!

ہالینڈ کے سابق مبلغ حافظ قدرت اللہ جب وقف سے فارغ ہوئے اور اپنی بیوی سے سالوں بعد ملے تو

انہیں تعارف کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بقول شخصے قدرت اللہ نے جسمانی فاصلہ مرتے دم تک قائم رکھا کہ کہیں وقف نہ ٹوٹ جائے۔ آج قادیانیت جس مقام پر ہے اس کا سہرا مرزا محمود کے سر پر ہے۔ مرزا محمود صرف ذہین وفطین ہی نہ تھا بلکہ Evil Genious بھی تھا۔ کیونکہ ابھی تک اس کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہو سکا۔ گو مرزا لقمان پوری کوشش کر رہا ہے۔ بہر حال یہ ایک الگ موضوع ہے۔ اس پر مستند شواہد پر مبنی مضمون پھر کبھی سہی۔ (انشاء اللہ) ذکر ہو رہا تھا مرزا طاہر کی بیماریوں کا۔ مرزا طاہر اپنے مرنے کے ایک سال بیشتر بے شمار بیماریوں کے سبب مخبوط الحواس ہو گیا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ہر جمعہ اپنے خطبہ میں کوئی نہ کوئی بونگی ضرور مارتا۔ اور ایسی مضحکہ خیز حرکت کرتا جسے دنیا بھر کے قادیانی ایم ٹی اے پر دیکھتے اور پھر منہ چھپاتے پھرتے۔

5 جولائی 2002ء کو قادیانی عبادت گاہ فضل لندن میں مرزا طاہر خطبہ دیتے ہوئے اپنے خدائی گرفت میں آنے کا نظارہ ایم ٹی اے کے ذریعے پوری دنیا کو دکھا گیا۔ خطبہ جمعہ معمول سے دس منٹ زیادہ تاخیر سے شروع ہوا۔ مرزا طاہر کی حالت تشہد پڑھنے سے ظاہر ہو رہی تھی۔ قرات کے ساتھ تشہد پڑھنے کی قوت سلب کر لی گئی تو مرزا طاہر نے سورۃ فاتحہ بھی خطبہ کی ریڈنگ کی طرح پڑھنا شروع کر دی۔ ایسا اس کے خطبوں میں پہلی بار ہوا۔ پھر خطبے کی حالت خاصی خراب تھی۔ مرزا طاہر کی آواز سے کاغذ پلٹنے کی آواز زیادہ صاف تھی۔ لگ بھگ 25 منٹ کے خطبہ کے دوران مرزا طاہر کی حالت زار قابل رحم تھی۔ برطانوی ٹائم کے مطابق ایک بج کر تینتالیس منٹ پر اس وقت یہ حالت اپنی انتہا کو پہنچ گئی جب وہ ڈائس کو تھامنے کے لائق بھی نہ رہا۔ اسے گرتے ہوئے صاف دیکھا گیا۔ جماعت کے دو افراد نے فوراً لپک کر اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔ اسی دوران ایم ٹی اے والوں نے اس عبرتناک نظارہ سے کیمرہ ہٹالیا اور ایم ٹی اے کے چینل پر مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ لگ بھگ چار منٹ کی خاموشی کے بعد کیمرہ عبادت گاہ سے منسلکہ بیت الخلاء تک لایا گیا اور مرزا طاہر سے خطبہ ثانی سنوانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن پھر فوراً ہی آواز بند کر دی گئی اور ایم ٹی اے پر پھر مکمل خاموشی چھا گئی۔ کافی وقفہ کے بعد عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن نے اعلان کیا کہ حضرت صاحب کو دوران خطبہ ضعف ہو گیا تھا۔ اب وہ بہتر ہیں۔ احباب دعا کریں۔ برطانوی وقت کے مطابق چار بج کر پانچ منٹ پر اس خطبہ کو دوبارہ دیا جانا تھا۔ چار بجے اناؤنسر نے اس خطبہ کو دکھانے کا اعلان کیا مگر اس کے ساتھ ہی پھر ایم ٹی اے پر جیسے اس اعلان کو ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ لمبی خاموشی کے بعد مولوی عطاء المجیب راشد کے اعلان کی ریکارڈنگ دوبارہ سنائی گئی اور پھر مرزا طاہر کا 7 جون کا خطبہ دوبارہ لگایا گیا۔ جبکہ اصولاً 5 جولائی کا خطبہ لگانا چاہئے تھا۔ 5 جولائی کا خطبہ روک کر دراصل لندن کے دفتریوں نے مرزا طاہر کی عبرتناک حالت کا خود بھی اعتراف کیا۔

5 جولائی کے خطبہ میں خدائی مار کے بعد مرزا طاہر کو جب تھوڑا سا ہوش آیا تو اس نے خود نماز پڑھانے کی ضد کی۔ عطاء المجیب راشد جو نماز پڑھانے کے لئے آگے آ چکا تھا۔ اسے واپس بھیجا گیا۔ مرزا طاہر نے نماز شروع کی اور ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ جمعہ کی نماز بھی خراب کی۔ اس سلسلے میں اندر کی مزید خبر یہ ہے کہ مرزا طاہر کو ان کے ''حاشیے'' ایک عرصہ سے کہہ رہے تھے کہ آپ خطبہ نہ دیں۔ لیکن وہ ضد کر کے خود خطبہ دیتا تھا۔ شاید خدا نے اس کا

عبرتناک انجام ایم ٹی اے کے ذریعے پوری دنیا کو دکھانا تھا۔ یہ مرزا طاہر کی ضد سے زیادہ خدائی تقدیر بھی جس نے اسے اس طرح عبرت کا نشان بنایا تھا۔ نماز جمعہ مرزا طاہر نے پڑھائی تو ایک رکعت کے بعد سلام پھیر دیا اور پھر عطاء المجیب راشد نے باقی نماز پڑھانی شروع کی تو مرزا طاہر نے اپنی مخبوط الحواسی میں اسے ڈانٹ دیا کہ جب میں نے نماز کا سلام پھیر دیا ہے تو نماز مکمل ہوگئی ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا طاہر پہلی رکعت پڑھا کر کھڑا ہوا اور پھر کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر دیا۔ شاید کوئی جنازہ پڑھا دیا ہو۔ جن لوگوں نے ایم ٹی اے پر یہ دلچسپ مزاحیہ پروگرام دیکھا ہو وہ مدتوں اسے بھول نہ پائیں گے۔

مرزا طاہر کی عذاب ناک علالت اور 5 جولائی کو ایم ٹی اے پر سر عام اس گرنے کا منظر دیکھ کر پوری جماعت میں چہ مگوئیاں شروع ہوگئی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں فوری طور پر چناب نگر میں سختی سے حکم دے دیا گیا کہ مرزا طاہر کی بیماری اور ٹی وی پر گرتے ہوئے دیکھے جانے کے موضوع پر کوئی کسی سے کسی قسم کی بات نہ کرے۔ یہ پابندی اس حد تک عائد کی گئی کہ چناب نگر کے کسی ریستوران یا چائے خانہ میں اگر اس موضوع پر کوئی بات کی جاتی تو ویٹر فوری طور پر کہتا کہ جی یہاں اس موضوع پر کوئی بات نہ کرے۔

12 جولائی 2002ء کو جب مرزا طاہر نے خطبہ جمعہ دیا تو اس کی حالت دیدنی تھی۔ پھولے ہوئی سانس کے ساتھ خطبہ کی ریڈنگ' ہروقت تنی رہنے والی گردن مجرموں کی طرح جھکی ہوئی' فرعون کی طرح تنی ہوئی آنکھیں جو اب ایک لمحہ کے لئے بھی نہ اٹھ سکیں۔ 75% خطبہ کے الفاظ سمجھ ہی نہیں آتے تھے کہ مرزا طاہر کیا کہہ رہا ہے۔ بس ممناہٹ کا احساس ہوتا تھا۔ اس مرتبہ مرزا طاہر نے بمشکل 15 منٹ خطبہ دے کر کام نمٹا دیا۔ جب بھی مرزا طاہر کی حالت دیدنی ہوتی کیمرہ مین فوری طور پر اس سے کیمرہ ہٹا کر عبادت گاہ کے گنبد یا نئے بیت الخلاء کی طرف کر دیتا۔ مرزا طاہر بعض اوقات دواؤں کی ڈبل خوراک کے نتیجہ میں وقفے وقفے کے لئے اپنے حواس میں آجاتا اور بعض اوقات نماز پڑھاتا۔ لیکن ہر نماز میں بھول جاتا۔ اس کی ایک نماز بھی قرات یا رکعت کی خرابی کے بغیر مکمل نہ ہوتی۔ دوائی کا اثر زائل ہوتے ہی مرزا طاہر پھر اپنی اصل حالت میں آجاتا اور مخبوط الحواسیوں میں مبتلا ہو جاتا۔

19 جولائی 2002ء کو مرزا طاہر نے بیت الذکر فضل لندن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ بکری کی ممناہٹ کی طرح اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پورے چہرہ پر سوجن کے اثرات تھے۔ جس سے گمان کیا جاتا تھا کہ اس کی بیماری کی دوا کی خوراک ڈبل سے بھی زیادہ کر دی گئی ہے۔ ٹی وی کیمرہ والوں نے نہ تو مرزا طاہر کو عبادت گاہ میں داخل ہوتے دکھایا نہ اٹھتے بیٹھتے دکھایا۔ جب ایسی نوبت آتی تو کیمرہ عبادت گاہ کے باہر چلا جاتا۔ اس بار تو احتیاط کا یہ عالم رہا کہ مرزا طاہر جب پانی پینے لگتا تو تب بھی کیمرہ اس کے چہرے سے ہٹا کر نئے تعمیر کردہ بیت الخلاء دکھانے شروع کر دیئے جاتے۔

26 جولائی 2002ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح مرزا طاہر کے خطبہ جمعہ سے ہوگیا تھا۔ اس کے بعد برطانوی ٹائم کے مطابق پونے چار بجے جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی ابتدا ''درثمین'' (مرزا قادیانی کی شاعری کا مجموعہ) کی ایک نظم کے ایک حصہ سے کیا گیا۔ نظم کا ایک مصرعہ بہت حسب حال تھا:

ستم اب مائل ملک عدم ہے

بے شک قادیانی جماعت کے اندر جو ستم کی سب سے بڑی علامت شخصیت تھی وہ اب مائل ملک عدم ہو رہی تھی۔ جس نے بھی نظم کا یہ اقتباس منتخب کیا۔ ذہانت کا ثبوت دیا۔ دوران تقریب وزیراعظم برطانیہ ٹونی بلیئر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس سے تھوڑا سا افسوس ہوا۔ کیونکہ اسی لندن میں سکھوں کی اسی انداز کی تقریبات ہوتی ہیں تو ٹونی بلیئر خود ان میں شرکت کر کے تقریر کرتے ہیں۔ جبکہ قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ کے لئے انہوں نے صرف لکھا ہوا پیغام بھیجا۔ امید ہے کہ اگلے جلسہ پر انہیں لانے کے لئے کوشش کی جا سکے گی۔ اسی جلسہ میں ایک برطانوی ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ میں نے پاکستان جا کر توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے پر زور دیا تھا۔ ایک انگریز اگر قادیانی جماعت کے پلیٹ فارم سے توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کی باتیں سناتا ہے تو اسلامی دنیا کو اس کا مطلب کیا لینا چاہئے؟۔

یہاں جماعت کے تاریخی ریکارڈ سے اتنی بات بتا دینا ضروری ہے کہ جب انگریزی دور میں ہندوستان میں حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کا کاروبار بہت چل نکلا تھا تب اہل اسلام نے انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ توہین رسالت کا قانون بنایا جائے۔ ایسا قانون بننے جا رہا تھا۔ تب قادیانی جماعت ان دنوں میں مرزا محمود پر زنا کاری کے الزامات کا سامنا کرنے سے بھاگ رہی تھی۔ چنانچہ مرزا محمود نے اس قانون کے بننے میں یہ رکاوٹ ڈال دی کہ صرف توہین رسالت کا نہیں بلکہ تمام مذہبی پیشواؤں (جس میں مرزا قادیانی بھی شامل ہو) کی توہین کا بل بنایا جائے۔ یوں اس وقت میں ایسا قانون بنتے بنتے رہ گیا تھا۔ جنہیں اس حقیقت کے ماننے میں شبہ ہو وہ اپنے مورخ دوست محمد شاہد سے رجوع کر کے دیکھ لیں۔

سالانہ جلسہ شروع ہوا تو مرزا طاہر کو ''لوائے احمدیت'' لہرانے کے لئے بڑے حفاظتی اور احتیاطی دائرے میں لایا گیا۔ آنے اور جانے کا منظر چند قدم کی حد تک دکھایا گیا اور اس میں بھی چاروں طرف سے اسے اس حد تک گھیر رکھا تھا کہ وہ دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ پردہ تان کر اس کی چال کو بھی مخفی رکھا گیا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا طاہر کی دونوں آنکھوں کے زاویے الگ الگ ہوئے تھے۔ دراصل جب کسی انسان کی دونوں آنکھیں کسی چیز کو دیکھنے کے لئے ایک زاویے پر آتی ہیں تو تب اس چیز کو ٹھیک سے دیکھ پاتا ہے۔ مرزا طاہر کے ساتھ المیہ یہ ہوا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے زاویوں کا ربط ٹوٹ گیا تھا۔ وہ دیکھتا کسی اور طرف اور چیز کسی اور طرف ہوتی۔ وہ دیکھ کہیں اور طرف ہوتا اور اس کے قدم کہیں اور پڑ رہے ہوتے۔ اسی لئے اسے چلتا ہوا بھی نہیں دکھایا گیا۔ کاغذ پر لکھا ہوا جو وہ پڑھتا۔ اس میں لکھی ہوئی دو تین لائنیں بھی گڈمڈ کر دیتا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کی آنکھیں ایک زاویے پر نہیں ٹھہرتی تھیں۔ اس کی یہ بیماری مزید بڑھی۔ وہ تلاوت کے لائق بھی نہ رہا۔ اسی لئے جلسہ کی اپنی چھ سات منٹ کی آخری تقریر کی ریڈنگ کے آغاز ہی میں اسے تشہد تعوذ والا صفحہ لکھا ہوا ہونے کے باوجود دکھائی نہیں دیا۔ ان عبرتناک بیماریوں میں یہ ایک اور عبرتناک اضافہ تھا۔ معمولی سا اختلاف رائے رکھنے والوں کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے والے

مرزا طاہر کی آنکھیں خدا نے ہمیشہ کے لئے ٹیڑھی کر دیں تھیں۔اس کے فوراً بعد خطبہ جمعہ دیا گیا۔مرزا طاہر نے خطبہ بیٹھ کر دیا۔یہ ان کی حالت میں عذاب کا ایک اور قدم تھا۔خطبہ میں ان کی حالت اتنی پتلی تھی کہ جلد ہی کیمرے کو اس سے خاصا دور کرلیا گیا۔ادھر جلسہ میں شریک قادیانی اچھے خاصے پریشان تھے۔اس لئے ان کے پریشان چہرے دکھانے سے بھی گریز کیا جارہا تھا۔خطبہ جمعہ کو جلسہ کی افتتاحی تقریر شمار کیا جانا چاہئے۔مرزا طاہر کی آواز کی ممناہٹ پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔اور خطبہ کا دورانیہ مزید گھٹ گیا تھا۔یہ افتتاحی خطبہ پندرہ منٹ تک رہا۔اس میں بمشکل پانچ منٹ کے دورانیہ کے الفاظ سمجھ میں آئے۔باقی خطبہ مرزا قادیانی کی بعض وحیوں کی طرح نا قابل فہم تھا۔اپنے بیٹھ کر خطبہ دینے کی افسوس ناک حالت کا مرزا طاہر کو خود بھی اندازہ تھا۔چنانچہ اس نے خطبہ میں کہا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے بیٹھ کر خطبہ دیا تھا۔آج میں حضرت عمرؓ کی پیروی کرتے ہوئے بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہوں۔ اس پر قادیانیوں نے باآواز بلند سبحان اللہ! کہا۔

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ وفات رسول اللہ ﷺ کے صدمہ سے نڈھال تھے۔جبکہ مرزا طاہر خدا کی طرف سے ملنے والی سزا کے نتیجہ میں اس حالت کو پہنچا۔اگر کسی نے بیٹھ کر خطبہ دیا بھی ہوتو ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے صدمہ سے نڈھال تھے۔جبکہ مرزا طاہر تو خدائی گرفت میں آیا ہوا تھا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے کوئی خطبہ دیا ہی نہیں۔تب صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ دیا تھا۔لہٰذا مرزا طاہر کی عبرتناک حالت پر پردہ ڈالنے کے لئے ناجائز طور پر حضرت عمرؓ کی ایک سنت گھڑی گئی اور پھر اس کی پیروی کا ڈرامہ کیا گیا۔

ایم ٹی اے نے جلسہ سالانہ کے پروگرام Live دکھانے کا اعلان کیا تھا۔لیکن خصوصی نشریات میں افتتاحی جلسہ سے پہلے زیادہ تر پرانی ریکارڈنگز دکھائی گئیں۔کبھی کینیڈا اور کبھی انڈونیشیا کی تقریبات سے دل بہلائے جاتے رہے۔ایک بار عطاء المجیب راشد سے بات کرائی گئی۔اس میں انہوں نے بتایا کہ اس بار جماعت نے بارہ زبانوں میں فی البدیہہ تراجم کا انتظام کیا ہے اور ساتھ یہ بتایا کہ اقوام متحدہ میں صرف چھ زبانوں کے تراجم ہوتے ہیں۔اس کے مقابلہ میں قادیانی جماعت بارہ زبانوں میں ترجمہ کرارہی ہے۔ترجمہ کی سرعت کے بارے میں اس نے بتایا کہ کبھی حضور کوئی لطیفہ سناتے ہیں تو 8 سیکنڈ میں اس کا ترجمہ ہو جاتا ہے۔اور ان زبانوں کے جاننے والے لوگوں کے چہروں پر بھی اسی وقت مسکراہٹ پھیل جاتی ہے۔اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا......!

برصغیر پر اپنی حکومت کے دوران ایک انگریز بہادر کسی گاؤں گئے۔وہاں ایک نوجوان ان کی تقریر کا ترجمہ کرتا رہا۔دوران گفتگو انگریز بہادر نے ایک طویل لطیفہ سنایا تو نوجوان نے اس کے ترجمہ کے طور پر ایک جملہ بولا اور سارے سامعین ہنسنے لگ گئے۔انگریز بہادر نے ترجمہ نگار سے پوچھا کہ لطیفہ طویل تھا تم نے اتنا مختصر ترجمہ کیسے کردیا کہ بات ان کو سمجھ آ گئی اور وہ اس پر ہنسنے لگ گئے۔ترجمہ نگار نے دست بستہ عرض کیا حضور میں نے تو اتنا ہی عرض کیا تھا کہ حضور بہادر نے ایک لطیفہ سنایا ہے۔آپ اس پر ہنسیں۔

جلسہ کے دوسرے دن مرزا طاہر نے خواتین سے خطاب کیا۔ مقررہ وقت سے 25 منٹ تاخیر سے جلسہ گاہ پہنچا۔ اس خطاب کے لئے نہ آتے ہوئے دکھایا گیا نہ جاتے ہوئے دکھایا گیا۔ جب فٹ کر کے بٹھا دیا گیا تب کیمرے نے ایک آدھ جھلک دکھائی۔ یہ خطاب دعا سمیت بمشکل 9 منٹ رہا۔ لکھی ہوئی باتیں بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔ اس دوران حالت یہ تھی کہ کیمرہ زیادہ تر مردانہ مارکی طرف رکھا گیا اور مرزا طاہر کی صرف آواز سنائی دیتی رہی۔ ایک دوبار کیمرہ مرزا طاہر کی طرف کیا گیا لیکن جلد ہی وہاں سے ہٹا لیا گیا۔ اس سے پہلے کسی جلسہ سالانہ، کسی مجلس عرفان یا کسی پروگرام کے خطبہ کی کیسٹ دیکھ لیں۔ ہر فلم میں کیمرہ مرزا طاہر کے چہرے پر مرکوز ہے۔ جلسہ سالانہ کی سابقہ تقریبات میں تو مرزا طاہر کی تقریر کے دوران حاضرین کی ہلکی سی جھلک قسمت سے دکھائی جاتی تھی۔ اب ایسا سماں ہے کہ حاضرین کو دکھایا جا رہا ہے اور مرزا طاہر کے چہرے کو چھپایا جا رہا ہے۔ مرزا طاہر کی عبرتناک اور عذاب ناک حالت دیکھ کر ڈوئی کی وہ تصویر یاد آتی ہے جو ''حقیقت الوحی'' میں شامل ہے۔

جماعت کے جلسہ کا آخری آئیٹم مرزا طاہر کی تقریر تھی۔ یہ تقریر سات آٹھ منٹ تک رہی اور مرزا طاہر نے اتنا معمولی وقت بھی بیٹھ کر اپنا مخصوص منمناتا ہوا خطاب کیا۔ مرزا طاہر کی عبرتناک حالت دیکھنے کے بعد دور دراز سے آئے ہوئے برصغیر سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں میں خوف اور مایوسی کی لہر پھیل گئی۔ اس منمناتی ہوئی تقریر میں مرزا طاہر نے جماعت کی تعداد میں دو کروڑ سے زائد اضافہ کا اعلان کیا۔ لیکن اس اعلان پر حاضرین نے کسی معمولی سی گرمجوشی کا اظہار بھی نہیں کیا۔ جیسے بزبان خاموشی کہہ رہے ہوں کہ اتنا عبرتناک حال ہو جانے کے باوجود جھوٹ بولنے سے باز نہیں آ رہا ہے۔ مرزا طاہر نے تعداد میں ڈبل اضافہ کا ڈرامہ ترک کر دیا تھا۔ اس کے باوجود اس پر خدائی گرفت شدید تر ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ مرزا طاہر نے ڈبل اضافہ کا اعلان نہ کر پانے کی وجہ گزشتہ سال کے بین الاقوامی حالات سے جوڑ دی...... اس پر ایک واقعہ یاد آ گیا!

ایک شخص نے ایک بینک میں منافع اسکیم کی تھوڑی سی انویسٹمنٹ کی تھی۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں عمارتوں کے حادثہ کے بعد سے انہیں ہر چھ ماہ بعد ایک لیٹر آ جاتا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثہ کے گہرے اثرات کے باعث اس بار زیادہ منافع نہیں ہو سکا۔ کچھ ایسا ہی مرزا طاہر کی وضاحت تھی کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثہ کے بعد سے جو حالات ہیں ان کی وجہ سے جماعت کی تعداد میں ڈبل منافع نہیں ہو سکا۔

28 جولائی 2002ء کو قادیانی سالانہ جلسہ اختتام پذیر ہو گیا۔ آخری سیشن سے پہلے عالمی بیعت کا ڈرامہ کیا گیا۔ لیکن اس بار عالمی بیعت کا ڈرامہ انتہائی بے جان رہا۔ مرزا طاہر کو جس طرح لایا گیا اس سے اردن کے شاہ حسین کا وہ منظر یاد آ گیا جب اس کی کلینیکل موت جاری کر دی گئی تھی۔ لیکن اسے مصنوعی طور پر زندہ رکھ کر امریکہ سے اس کے وطن لے جایا گیا تھا۔ مرزا طاہر کی زندہ درگور حالت اسی منظر کی یاد دلاتی رہی۔ عالمی بیعت کے ڈرامے میں پہلے جس طرح جوش و خروش دکھایا جاتا تھا یا یوں کہہ لیں کہ جذباتی ایکٹنگ کی جاتی تھی۔ وہ اس بار بالکل مفقود تھی۔ جلسہ کے آخری سیشن میں مرزا طاہر نے خطاب کیا۔ یہ خطاب بمشکل سات منٹ جاری رہ سکا۔ اس بار بھی

خطاب بیٹھ کر کیا گیا۔ مزید ستم یہ ہوا کہ تقریر کے آغاز میں تشہد تعوذ پڑھنے کی بجائے مرزا طاہر نے براہ راست تقریر شروع کردی۔ ابھی اس نے ''گزشتہ چند سالوں سے'' ہی کہا تھا کہ اس کو سنبھالنے کی ڈیوٹی پر مامور ایک صاحب نے فوراً اس کی طرف جھک کر مرزا طاہر کو یاد دلا دیا کہ تشہد' تعوذ پڑھ لیں۔ چنانچہ مرزا طاہر نے تقریر روک کر اپنی غلطی کی درستی کی۔ کیمرہ حسب معمول مرزا طاہر سے خاصا دور رکھا گیا۔

عالمی بیعت کے ڈرامہ کے اختتام پر مرزا طاہر ایک سجدہ کرایا کرتا تھا۔ اس سجدہ کے بعد مرزا طاہر نے اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالیا لیکن اس کی آواز اتنی نحیف ونزار تھی کہ شرکائے سجدہ میں سے کسی نے بھی نہیں سنی۔ صرف ایم ٹی اے کے ہائی اسپیکرز نے اسے نشر کیا اور پھر یہ تماشہ ایم ٹی اے پر ہی دیکھا گیا کہ مرزا طاہر نے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ختم کردیا۔ اس کے باوجود ساری جماعت سجدہ میں پڑی ہوئی تھی۔ خاصے وقفہ کے بعد اس دوران ڈیوٹی پر موجود کسی فرد نے کسی ذمہ دار کو توجہ دلائی تو کسی نے تکبیر کہہ کر اس بے امام سجدہ سے سب کو نجات دلائی۔ یہ سب قدرت کی طرف سے نشان ہیں۔ اس بار بعض مقررین کی تقاریر کے بعد باقاعدہ جلسہ گاہ سے تالیاں بجائی گئیں۔ جبکہ پہلے اس طرح تالیاں بجانے سے سختی سے روکا جاتا تھا۔

مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد) نہ صرف مرزا طاہر کا سگا چچازاد بھائی بلکہ جماعتی لحاظ سے بھی بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ جلسہ سے پہلے اس کی وفات ہوگئی تھی۔ اور جلسہ کے پہلے دن امریکہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ لیکن مرزا طاہر نے اپنی کسی تقریر میں اس کی وفات کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اس سے مرزا طاہر کی عبرتناک حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بار مرزا طاہر کی حالت زار کی وجہ سے عالمی مجلس شوریٰ کا پروگرام منسوخ کردیا گیا۔ اس سلسلے میں جو وجہ بہانہ کے طور پر بیان کی گئی اس سے خود جماعت مذاق کا نشانہ بنتی ہے۔ دراصل یہ مجلس مرزا طاہر کی عبرتناک حالت کے باعث منسوخ کی گئی۔

6 ستمبر 2002ء کو مرزا طاہر نے حسب معمول عبادت گاہ فضل لندن میں جمعہ کا خطبہ دیا۔ مخبوط الحواسی کی کیفیت معمول کے مطابق رہی۔ آتے ہی مرزا طاہر نے خطبہ کے لئے اذان کا کہنے کی بجائے نماز کے لئے تکبیر کا حکم دے دیا۔ اس مدہوشی پر اس کے دو باڈی گارڈوں نے آگے بڑھ کر اس کو پکڑ کر باقاعدہ ''اباؤٹ ٹرن'' کیا۔ اس کے بعد اذان کرائی گئی اور پھر خطبہ ہوا اور اس کا دورانیہ دس منٹ کے اندر ہی رہا۔ یوں ایک اور خطبہ اس کے Friday the 10th کا عبرتناک نشان بن گیا۔ 13 ستمبر کا خطبہ بھی مرزا طاہر کی دلچسپ اور عبرتناک مخبوط الحواسیوں پر مشتمل تھا۔ 20 ستمبر کا خطبہ سابقہ خطبوں سے زیادہ عبرتناک رہا۔ خطبہ بمشکل 7 منٹ کا رہا۔ آواز بکری کی منمناہٹ جیسی تھی۔ اس بار سورۃ فاتحہ ایک بار پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھ دی۔ اس سے مرزا طاہر کی غیر حاضر دماغی اور پاگل پن کی عمومی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ خطبہ ثانیہ ہر بار بھول جانا اب تو مرزا طاہر کا معمول بن گیا تھا۔ 27 ستمبر کا خطبہ بھی حسب سابق رہا۔ قابل ذکر بات اتنی ہے کہ Friday the 10th والی تفسیر کے مطابق دس منٹ کے اندر اندر ہونے والے خطبہ کا دورانیہ سات منٹ سے گھٹ کر چھ منٹ ہوگیا۔ مرزا طاہر کا مسلسل کم ہوتا

ہوا خطبہ کا دورانیہ اس قرآنی فرمان کے مطابق تھا کہ: ''ہم ان کو ان کے کناروں سے کم کرتے چلے آرہے ہیں۔''

14 اکتوبر 2002ء کو جب مرزا طاہر کی انجیو پلاسٹی ہوئی تو لندن کے مشہور کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر سٹیفن جیننگز نے مرزا طاہر سے برملا اپنی رائے کا اظہار کیا کہ شراب نوشی اور زیادتی جماع کی وجہ سے آپ کے جسم کے پٹھے بے حد کمزور ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کا دل بھی روز بروز کمزور ہو رہا ہے۔ میں نے اس طرح کی خطرناک رپور میں پہلے کبھی کسی مریض کی نہیں دیکھیں۔ لہذا اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو آپ اس فعل قبیح سے مکمل اجتناب کرنا ہوگا۔ مرزا طاہر نے ڈاکٹروں کے بورڈ اور اپنے اہل خانہ کے سامنے کھسیانے ہو کر وعدہ کیا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرے گا۔ لیکن سیانے کہتے کہ چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ اور رسی جل جاتی ہے لیکن بل نہیں جاتا۔ دو ہفتے بعد جب مرزا طاہر کے دل کی تکلیف مزید بڑھی تو ڈاکٹروں نے انجیو گرافی پر زور دیا۔ جس پر 29 اکتوبر کو مرزا طاہر کو سینٹ تھامس ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ یہ لندن کا سب سے بہترین ہسپتال ہے اور سنٹرل لندن میں واقع ہے۔ وہاں مرزا طاہر کے علاج کا فیصلہ ہوا۔ اس ہسپتال کی بارہویں منزل پر ویسٹ منسٹر سوئٹ کا کمرہ نمبر 8 مرزا طاہر کے لئے بک ہوا۔ اس کمرے سے باہر کا منظر بہت خوبصورت ہے۔ نیچے ٹیمز دریا بہتا ہے۔ سامنے ہاؤس آف پارلیمنٹ نظر آتا ہے اور Bigben کی گھنٹی ہر پندرہ منٹ کے بعد بجتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا رومانٹک ماحول ہے جو ایک دل پھینک اور خوف خدا سے عاری مریض کو دعوت گناہ دیتا ہے۔ مرزا طاہر کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔ مرزا طاہر کی بیماری کے دوران جو لوگ اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ ان میں خاص طور پر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری، مرزا مبشر احمد، ڈاکٹر سلیم احمد اور ڈاکٹر شکیل احمد شامل تھے۔ مرزا لقمان ہسپتال میں تیمارداری کے بہانے (دراصل خلافت حاصل کرنے کے چکر میں) ہمہ وقت ساتھ تھا۔ مرزا طاہر کو پیشاب وغیرہ کروانے، کپڑے بدلوانے اور مساج وغیرہ کے لئے ڈاکٹر ریحانہ بٹ (جس کی جنسی خیرات کے قصے فضل عمر ہسپتال چناب نگر کی لیٹرینوں میں آج بھی لکھے ہوئے ہیں) کو مرزا طاہر کی ذاتی خواہش پر ہسپتال بلوایا گیا۔ جبکہ اینستھیزیا کی ڈاکٹر مس وڈ جو اپنے حسن و جمال اور دلربا اداؤں کے لئے مشہور ہے بھی مرزا طاہر کی خدمت پر مامور تھی۔ مرزا طاہر کی چھوٹی بیٹی فائزہ لقمان کو یہ منظر شائد ساری زندگی نہ بھول پائے گا جب وہ ایک دن غیر متوقع طور پر اچانک اپنے والد کے کمرہ میں داخل ہوئی تو مرزا طاہر کو ڈاکٹر ریحانہ بٹ کے ساتھ نہایت قابل اعتراض حالت میں دیکھا اور پھر بغیر کچھ کہے صدمے کی حالت میں واپس گھر آ گئی۔ مرزا طاہر کا پرائیویٹ سیکرٹری منیر احمد جاوید اس واقعہ کا عینی شاہد ہے۔ اگر اس کا ضمیر زندہ اور موت یاد ہے تو وہ اس واقعہ سے کبھی انکار نہ کر سکے گا۔ مرزا طاہر کا اپنا ایک عشقیہ شعر ہے جس سے اس کے ناپاک ارادوں کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے اس موقع پر اس نے اپنا یہ شعر پڑھا ہو کہ:

ہو کسی کے تم سراپا مگر آہ کیا کروں میں
میری روح بھی تمہاری، میرا جسم بھی تمہارا

(کلام طاہر)

جاری ہے!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

اسمائے گرامی شرکائے ردقادیانیت وعیسائیت کورس کوئٹہ

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ سکول روڈ کوئٹہ میں 17 اپریل تا 22 اپریل 2004ء کو مذکورہ کورس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا خدابخش صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے لیکچر دیئے۔

1 ...... حافظ عبدالواحد/کوئٹہ 2 ...... عطاء اللہ/کوئٹہ 3 ...... آدم خان/کوئٹہ 4 ...... محمد عاصم علی/کوئٹہ 5 ......
عبدالجلیل/ شیخ ماندہ 6 ...... حافظ ریحان زیب/ کوئٹہ 7 ...... محمد حسام الدین/ کوئٹہ 8 ...... محمد یاسر/ کوئٹہ 9 ......
اظہر حسین/کوئٹہ 10 ...... ولی خان/کوئٹہ 11 ...... محمد احمد/کوئٹہ 12 ...... غلام نبی/کوئٹہ 13 ...... شہزاد علی/کوئٹہ 14 ......
سیف الرحمٰن/کوئٹہ 15 ...... سید جبرائیل الرحمٰن/کوئٹہ 16 ...... عبدالغفور/کوئٹہ 17 ...... عدیل احمد/کوئٹہ 18 ......
محمد زکریا/ چاغی 19 ...... تیمور شاہ/ پشین 20 ...... محمد رحیم مختار/کوئٹہ 21 ...... محمد یحییٰ/ مستونگ 22 ...... سراج احمد/
کوئٹہ 23 ...... محمد ہاشم/ لورالائی 24 ...... جلال الدین/ قلع عبداللہ 25 ...... محمد حفیظ اللہ/ نوشکی 26 ...... مولوی
محمد احسان/ نوشکی 27 ...... فضل الرحمٰن/ نوشکی 28 ...... رسول خان/ خاران 29 ...... عبدالمالک/ دالبدین 30 ......
عبدالرحمٰن/ دالبدین 31 ...... سردار محمد/ چمن 32 ...... عبدالظاہر/کوئٹہ 33 ...... امین اللہ/ پشین 34 ...... عالم الدین/
زیارت 35 ...... بہاؤالدین/ کوئٹہ 36 ...... عبدالباری/ چمن 37 ...... عبدالبصیر/ پشین 38 ...... محمد احسن/ پشین
39 ...... اللہ داد/مسلم باغ 40 ...... رحمت اللہ/فقیر زئی 41 ...... سعید احمد/مستونگ 42 ...... غلام قادر/ قلات 43 ......
محمد حسن/کوئٹہ 44 ...... عبدالرزاق/کوئٹہ 45 ...... محمد داؤد/ خاران 46 ...... حبیب اللہ/ کوئٹہ 47 ...... فضل الرحمٰن
عثمانی/ کوئٹہ 48 ...... زین العابدین/ مستونگ 49 ...... اللہ گل/ مستونگ 50 ...... عطاء المحسن / کوئٹہ 51 ......
عبدالسلام/ دالبدین 52 ...... محمد طیب/ مستونگ 53 ...... عبدالشکور/کوئٹہ 54 ...... عبیداللہ صدیقی/ چاغی 55 ......
عبداللہ/نوشکی 56 ...... امان اللہ/ چاغی 57 ...... عبداللہ/کوئٹہ 58 ...... گل محمد/ خاران 59 ...... عبدالوہاب/ قلع سیف
اللہ 60 ...... عبدالفتح / زیارت 61 ...... محمد اقبال/ خاران 62 ...... محمد اکرم/ گلستان 63 ...... عبدالحق/کوئٹہ 64 ......
عبدالمصور/ پشین 65 ...... محمد حنیف /مستونگ 66 ...... محمد عباس/ ہنہ اوڑک 67 ...... حمیداللہ/ کانک 68 ......
عبدالخالق/ پشین 69 ...... عطاء الرحمٰن/ نوشکی 70 ...... حافظ محمد نعیم/ کان مشیر زئی 71 ...... حمیداللہ/ پشین 72 ......
عبدالرزاق/ کوئٹہ 73 ...... عبدالعلی/ کوئٹہ 74 ...... محمد صادق/کوئٹہ 75 ...... نورالحق/ زیارت 76 ...... روح اللہ/

ہزار گنجی 77 ...... ذبیح اللہ/ ہزار گنجی 78 ...... مولوی بخت محمد/ کوئٹہ 79 ...... فضل الحسن/ مستونگ 80 ...... محمد ابراہیم/ پشین 81 ...... ضیاء الحق/ زیارت 82 ...... عبیداللہ/ کوئٹہ 83 ...... سلطان محمد/ کوئٹہ 84 ...... محمد نعمان/ کوئٹہ 85 ...... عبدالباقی/ کوئٹہ 86 ...... محمود/ کوئٹہ 87 ...... طور خان/ کوئٹہ 88 ...... سید منظور احمد/ کوئٹہ 89 ...... حافظ عبدالرحمن/ کوئٹہ 90 ...... حمداللہ/ پشین 91 ...... محمد اقبال/ کوئٹہ 92 ...... نعمت اللہ/ کوئٹہ 93 ...... نور اللہ/ کوئٹہ 94 ...... عبدالعزیز/ کوئٹہ 95 ...... عبدالباسط/ کوئٹہ 96 ...... صلاح الدین/ کوئٹہ 97 ...... حفیظ الرحمن/ کوئٹہ 98 ...... عطاء اللہ/ کوئٹہ 99 ...... تاج محمد/ کوئٹہ 100 ...... محمد عبداللہ/ کوئٹہ 101 ...... شیر محمد/ کوئٹہ 102 ...... شیر محمد/ کوئٹہ 103 ...... عبدالبصیر/ کوئٹہ 104 ...... حنظلہ رسول/ کوئٹہ 105 ...... سمیع اللہ/ کوئٹہ 106 ...... عبدالمنان/ کوئٹہ 107 ...... محمد طیب/ کوئٹہ 108 ...... غلام محمد/ کوئٹہ 109 ...... حمید اللہ/ کوئٹہ 110 ...... عبدالباسط/ کوئٹہ 111 ...... آصف صابر/ کوئٹہ 112 ...... سید شمس الدین/ سبی 113 ...... محمد علی/ کوئٹہ 114 ...... عبدالولی/ کوئٹہ 115 ...... محمد یحییٰ/ کوئٹہ 116 ...... محمد عثمان/ کوئٹہ 117 ...... عبدالمتین/ کوئٹہ 118 ...... نقیب اللہ/ کوئٹہ 119 ...... غلام حیدر/ کوئٹہ 120 ...... عبدالولی/ کوئٹہ 121 ...... راز محمد/ کوئٹہ 122 ...... سید عصمت اللہ/ کوئٹہ 123 ...... حبیب اللہ/ کوئٹہ 124 ...... عبدالوحید/ کوئٹہ 125 ...... عبدالبصیر/ کوئٹہ 126 ...... طارق فضل/ بولان 127 ...... عیسیٰ خان/ کوئٹہ 128 ...... محمد عاصم/ کوئٹہ 129 ...... عبدالصبور/ دالبدین 130 ...... عبدالناصر/ دھبہ 131 ...... عزیز اللہ/ دھبہ 132 ...... علاؤالدین/ دھبہ 133 ...... حافظ منیر احمد/ دھبہ 134 ...... عبدالرحیم/ خضدار 135 ...... عبدالکریم/ قلات 136 ...... خلیل احمد/ دشت 137 ...... رحمت اللہ/ کوئٹہ 138 ...... محمد عیسیٰ/ کوئٹہ 139 ...... عبدالمجید/ کوئٹہ 140 ...... غلام مصطفیٰ/ کوئٹہ 141 ...... تاج محمد/ قلع سیف اللہ 142 ...... محمد داؤد/ کوئٹہ 143 ...... حسن خان/ لورالائی 144 ...... صبغت اللہ/ کوئٹہ 145 ...... محمد رحیم/ کوئٹہ 146 ...... عبدالسلام/ کوئٹہ 147 ...... محمد طیب/ کوئٹہ 148 ...... محمد اسلم/ کوئٹہ 149 ...... عبدالقیوم/ کوئٹہ 150 ...... عبدالمنان/ کوئٹہ 151 ...... نعمت اللہ/ کوئٹہ 152 ...... نور اللہ/ کوئٹہ 153 ...... ثناء اللہ/ کوئٹہ 154 ...... عصمت اللہ/ قلع سیف اللہ 155 ...... حافظ راز محمد/ پشین 156 ...... محمد صدیق/ نوشکی 157 ...... فیض الحق/ چمن 158 ...... قادرداد/ خاران 159 ...... علی جان/ کوئٹہ 160 ...... ضیاء الرحمن/ نوشکی 161 ...... عبدالوحید/ قلات 162 ...... کلیم اللہ/ مستونگ 163 ...... نعیم اللہ/ خضدار 164 ...... غلام فاروق/ مستونگ 165 ...... عبداللہ گرگزائی/ سریاب مل 166 ...... نور اللہ/ منگوچر 167 ...... محمد موسیٰ/ سریاب مل 168 ...... حافظ عبدالاحد/ سریاب مل 169 ...... عبدالواسع/ ھنہ اوڑک 170 ...... عطاء الرحمن/ کوئٹہ 171 ...... ثناء اللہ/ دھبہ شریک کورس رہے۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ اسلام آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی راولپنڈی اسلام آباد کے دورہ پر تشریف لائے۔ جہاں پر انہوں نے مختلف مساجد اور مدارس میں خطاب کیا اور علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا کا تبلیغی دورہ سندھ

✿ ...... ۹/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء مسجد صدیقیہ نوکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا ہارون معاویہ‘ مولانا عبیداللہ سندھی‘ قاری عبدالستار آرائیں نے خطاب کیا۔

✿ ...... ۱۰/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء بسم اللہ مسجد حمید پورہ کالونی میر پور خاص میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا حفیظ الرحمٰن‘ مولانا محمد حنیف‘ مولانا عبیداللہ کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۱/ربیع الاول کو مدینہ مسجد شاہی بازار میں عظیم الشان سیرت خاتم النبیین کانفرنس سے مولانا عبدالغفور قاسمی‘ مولانا غلام محمد سومرو‘ مولانا حفیظ الرحمٰن‘ مولانا محمد علی صدیقی اور حافظ منظور احمد کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۲/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء رحمانی مسجد رحم نگر میر پور خاص میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا بشیر احمد کرنالوی‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا مفتی عبدالقادر شاد اور مولانا محمد عبیداللہ کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۳/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء حسینی مسجد ٹنڈو الہیار میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا کامران احمد‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا محمد مبین‘ مفتی محمد عرفان‘ مولانا خالد نثار کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۴/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء مدنی مسجد ماتلی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عبدالغفور قاسمی‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد علی‘ مولانا گل حسن‘ مولانا عبدالخالق‘ مولانا محمد رمضان اور مولانا محمد ابراہیم کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۵/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء ٹنڈو غلام علی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا حافظ زبیر احمد اور مولانا خان محمد صاحب کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۶/ربیع الاول کو مولانا اللہ وسایا نے جمعہ کا خطبہ جامع مسجد مٹھی میں دیا۔ رات کو بعد نماز عشاء اسلام کوٹ میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا تاج محمد کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۷/ربیع الاول کو چھاچھرو میں بعد نماز عشاء مولانا اللہ وسایا اور مولانا مفتی محمد آدم کا بیان ہوا۔

✿ ...... ۱۸/ربیع الاول کو بعد نماز عشاء جامع مسجد شادی پلی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا حافظ خادم حسین‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا نور دین اور مولانا قاری حامد حسین کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۱۹/۲۰/۲۱/ربیع الاول کو مولانا اللہ وسایا نے کراچی کی مختلف مساجد میں بیانات دیئے۔

✿ ...... ۲۲/ربیع الاول کو گمبٹ میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد نذر عثمانی‘ مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا نعمت اللہ کے بیانات ہوئے۔

✿ ...... ۲۳/ربیع الاول کا جمعہ مولانا اللہ وسایا نے نواب شاہ کی جامع مسجد کبیر میں پڑھایا۔

✿ ...... آزاد کشمیر ضلع باغ میں منعقد ہونے والی خدمات علمائے دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا مفتی محمد جمیل خان کی سرپرستی میں ایک وفد نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

✿ ...... جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں بزم خاتم النبیین کے عنوان سے 22 اپریل کو پروگرام منعقد ہوا۔ جس کی سرپرستی حضرت مولانا فضل اللہ صاحب نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی جامعہ کے نائب جناب مہتمم عبدالرشید غازی تھے۔

✿ ...... گزشتہ ماہ مرکزی جامع مسجد فیصل چونڈہ میں سیرت ساقی کوثرﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس سے قاری محمد عارف ندیم' علامہ نورالحسن' مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی' مولانا مشتاق احمد' قاری محمد انور انصر نے خطاب کیا۔

✿ ...... جامع مسجد کرنال ضلع لیہ میں سالانہ تاجدار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد حسین' مولانا عبدالقادر ڈیروی' مولانا عبدالستار حیدری' قاری محمد امین' قاری غلام مجتبیٰ' قاری عبدالشکور گرواں اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔

✿ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام 29 اپریل تا 4 مئی چھ روزہ ساقی کوثر کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ان کانفرنس سے مولانا محمد اسماعیل' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا ارشاد اللہ' مولانا غلام کبریا' مولانا سید لال حسین شاہ اور مولانا محمد اسحٰق کے علاوہ علاقہ کے دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔

✿ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عارف والا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے علامہ علی شیر حیدری' مولانا بشیر احمد شاد' مولانا عبدالحکیم نعمانی' مولانا عبدالوہاب' مولانا انیس الرحمٰن و دیگر نے خطاب کیا۔

✿ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چیچہ وطنی میں صاحب قرآن کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا عبدالحکیم نعمانی کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔

مسافران آخرت

✿ ...... حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے فرزند نسبتی مولانا مظفر اقبال قریشی 4 اپریل کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔

✿ ...... جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے شیخ الحدیث مفتی عبدالحمید 14 اپریل کو انتقال فرما گئے۔

✿ ...... ضلع گجرات کی معروف بزرگ شخصیت مولانا نور محمد 12 مئی کو انتقال فرما گئے۔

✿ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے سابق امیر وزیر علی خان 9 مئی کو انتقال فرما گئے۔

✿ ...... جھنگ مجلس کے دیرینہ کارکن جناب عبدالرؤف ڈھڈی 12 مئی کو انتقال فرما گئے۔

✿ ...... اوکاڑہ کے جناب قاری محمد الیاس کی ہمشیرہ اور جناب شبیر احمد کے والد محترم انتقال فرما گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا خدابخش' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور ادارہ لولاک ان تمام مرحومین کے لئے دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین!

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! **ادارہ**

صحبتے با اہل حق :مصنف:حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی:صفحات:425:قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ:ادارۃ العلم والتحقیق جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

زیر نظر کتاب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب” اکوڑہ خٹک کی مجالس کے افادات پر مشتمل ہے۔ جسے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے مرتب کیا ہے۔حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ہزاروں ارشادات وملفوظات کے بہترین گلدستہ کا نام یہ کتاب ہے۔فہرست میں سینکڑوں عنوانات قائم کرکے اس کتاب سے استفادہ کو آسان بنایا گیا ہے۔دنیاوآخرت' دین وسیاست' ایمان ویقین' علم وعمل کی اصلاح کے لئے یہ کتاب اکثیر ہے۔عرصہ پندرہ سال سے یہ کتاب حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے علوم برکات کے لئے سرچشمہ فیض کا کام دے رہی ہے۔

ارباب علم وکمال اور پیشہ رزق حلال:مصنف:حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی:صفحات:208: قیمت:درج نہیں:ناشر:القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

رزق حلال اور فکر معاش ہرانسان کا فطری تقاضہ ہے۔یہ کتاب ان اکابر علماء واذکیا کے تذکرہ سے پر ہوئی ہے۔جن کی زندگی زہد وتقویٰ' للّٰہیت کا مرقع تھی۔انہوں نے علم وفضل کے کمال کے ساتھ حلال رزق کو اپنی زندگی کے بسر گزر کے لئے ذریعہ بنایا۔آج اس جدید دور کے اندر حلال رزق کے متلاشی طالب علم' اہل ایمان واہل دنیا کے لئے یہ کتاب گرانقدر سرمایہ ہے۔سینکڑوں ایمان پرور' وجد آفریں' کیف ومستی کے واقعات سے دل ودماغ کو جلاء بخشنے کے لئے اس کتاب سے بڑھ کر کوئی آسان نسخہ شاید نہ ہو۔امید ہے کہ قدر کی جائے گی۔

دفاع حضرت امام ابوحنیفہؒ:مصنف:حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی' صفحات:354: قیمت:درج نہیں:ناشر:القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

کتاب دفاع حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہ کی نہایت اعلیٰ اور علمی کاوش پر مبنی کتاب ہے۔بالخصوص آج کے دور پرفتن میں معاندین ہر طرف حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ کے متعلق بے سروپا بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ان کے علمی' عملی کمالات کا انکار کیا جاتا ہے۔حدیث سے کوسوں دور گردانا جاتا ہے۔مگر

حقیقت پسند لوگ علم سے تعلق رکھنے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی قدر و منزلت سے واقف ہیں۔ اس کتاب میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سیرت' سوانح' علمی و تحقیقی کارنامے' حجیت اجماع و قیاس پر اعتراضات اور ان کے مدلل و مبرھن جوابات' دلچسپ علمی مناظرے' حیرت انگیز واقعات' فقہی مسائل کا بہترین استنباط' فقہ حنفی کی تدوین و قانونی حیثیت پر یہ کتاب بہترین مجموعہ ہے۔ دور حاضر کے جدید فتنوں کے لئے تریاق ہے۔ فقہ حنفی کی حقانیت اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ذات کے تعارف پر بہترین کتاب ہے۔

شرح شمائل ترمذی: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: صفحات:640: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع ہر انسان کی دلی خواہش ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی کامل اتباع میں انسان کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ شمائل ترمذی ایک ایسی ہی جامع کتاب ہے۔ جس میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے حسن و جمال' سیرت و کردار' رہن سہن' اوڑھنا بچھونا اور چلنا پھرنا اس کا جامع تذکرہ ہے۔ اس جامع کتاب کی جامع تشریح' سلجھی ہوئی سلیس تحریر' اکابر علمائے دیوبند کے مزاق و مزاج کے مطابق درسی تشریح' احادیث مبارکہ پر اعراب کا گرانقدر اضافہ' نہایت آسان اور جامع الفاظ کا گلدستہ ہے۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کی یہ کتاب شرح شمائل ترمذی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متن بمعہ سند کے ذکر کیا گیا ہے۔ رب کریم حضرت مولانا کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ علوم نبوی ﷺ کے شائقین' حدیث کے طالب علموں اور اساتذہ کے لئے گرانقدر علمی خزانہ اور تحفہ ہے۔

بزم نور: افادات: حضرت مولانا منور حسن سواتی: ترتیب: حضرت مولانا محمد قاسم: صفحات جلد سوم:240: جلد پنجم:176: جلد ششم:304: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

حضرت مولانا منور حسن سواتی صاحب گجرات انڈیا کے باسی ہیں۔ عرصہ سے برطانیہ کے دارالحکومت لندن کی جامع مسجد بالہم میں خدمت و ترویج اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے جمعہ کے خطبات کو کیسٹوں سے نقل کرنے کا القاسم اکیڈمی نے بیڑا اٹھایا ہے۔ چھ جلدیں اس وقت تک منظر عام پر آچکی ہیں۔

حضرت مولانا منور حسن سواتی صاحب ثقہ عالم دین ہیں۔ گفتگو کا سلیقہ آتا ہے۔ مخلص اور مجاہد خطیب ہیں۔ آپ کے خطبات کی اشاعت کی نگرانی پاکستان کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کر رہے ہیں۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے حضرت مولانا حقانی کی نگرانی کافی ہے۔ خطیب حضرات کے استفادہ کے لئے القاسم اکیڈمی کی یہ کوشش قابل تحسین ہے۔

چناب نگر میں 10 قادیانیوں کا قبول اسلام!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے ہاتھ پر 10 قادیانیوں نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ ان افراد کے نام یہ ہیں: رانا محمد انور ولد محمد طفیل' خالدہ پروین زوجہ رانا محمد انور' فائزہ دختر رانا محمد انور' شمائلہ' منزہ' توقیر احمد' کرامت احمد' مصطفیٰ احمد' مرزا صغیر بیگ اور مرزا افضل بیگ شامل ہیں۔

میرپور خاص میں ایک قادیانی کا قبول اسلام!

نظیف احمد ولد نصیر احمد قوم جٹ رہائش مکان نمبر 94/D پہنور کالونی سٹلائٹ ٹاؤن میر پور خاص نے اللہ رب العزت کی توفیق سے یکم مارچ 2004ء کو حضرت مولانا محمد علی صدیقی صاحب کے ہاتھ پر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔

فیصل آباد میں ایک قادیانی کا قبول اسلام!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن جناب صاحبزادہ طارق محمود کے ہاتھ پر رانا محمد رفیق خان چک نمبر 88 ج/ب ہسیانہ حال رہائش 243/C آفیسر کالونی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات انشاءاللہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

لاہور میں ایک قادیانی کا قبول اسلام!

ثناء زوجہ محمد ارشد قوم صدیقی رہائش 632 نیلم بلاک اقبال ٹاؤن نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب کے ہاتھ پر روبرو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب' حضرت مولانا محمد ندیم بیگ صاحب' جناب ندیم احمد صاحب' جناب محمد ارشد صاحب اور جناب ذوالفقار علی صاحب مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔

اوکاڑہ میں ایک قادیانی کا قبول اسلام!

اعجاز احمد ولد غلام محمد کمبوہ سکنہ کوٹ رسول پور فاضل نے حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ اوکاڑوی صاحب کے ہاتھ پر قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرلیا۔ اللہ رب العزت استقامت نصیب فرمائیں۔

اظہار تعزیت!

مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی کے مہتمم حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ گزشتہ دنوں وصال فرما گئے۔ مرحوم ایک دردمند اور مخلص عالم دین تھے۔ تحریک خدام اہل سنت کے پلیٹ فارم سے مسلک حقہ کی ترویج کے لئے انتھک محنت کی۔ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائیں۔

سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

برصغیر کے مایۂ ناز مؤرخ و محقق اور عالم دین

قاضی اطہر مبارکپوری کی لاجواب تصنیف

جس میں حضرات علیؓ ۔ حسینؓ ۔ حسنؓ ۔ ابن زبیرؓ ۔ معاویہؓ ۔ اور یزید،
عمر بن سعد اور عبید اللہ بن زیاد وغیرہم کے معاملات و قضایا پر حدیث اور
تاریخ و رجال کی صحیح اور مستند کتابوں سے روشنی ڈالی گئی ہے اور کتاب

خلافت معاویہ و یزید

کی افترا پردازیوں، غلط بیانیوں اور عبارتوں میں قطع و برید کی کارستانیوں کو بے نقاب
کیا گیا ہے نیز جن کتابوں سے اس کے مولف نے اپنا غلط مقصد ثابت کرنے کی
کوشش کی ہے ان ہی کتابوں سے صحیح واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہیں
کہ طبع سلیم اور عقل مستقیم ان تشاجرات و قضایا کے بارے میں مطمئن ہو جائے

صفحات 242 رعایتی قیمت -/100 روپے

تلخیص سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی

مع ضمیمہ یزید علماء دیوبند کی نظر میں

بذریعہ وی پی منگوانے پر -/135 روپے

ناشر مکتبہ سید احمد شہیدؒ
۱۰۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

فون نمبر
7228272
7228196
7223862

احتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نے اکابرین کے رد قادیانیت پر رسائل کے مجموعہ جات کو شائع کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ چنانچہ احتساب قادیانیت ✪ جلد اول مولانا لال حسین اخترؒ ✪ جلد دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ✪ جلد سوم مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ ✪ جلد چہارم حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ✪ جلد پنجم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ✪ جلد ششم قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی ✪ جلد ہفتم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ✪ جلد ہشتم حضرت مولانا محمد ثناء اللہ ✪ جلد نہم حضرت مولانا محمد ثناء اللہ امرتسریؒ ✪ جلد دہم حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ ✪ جلد یازدھم جناب بابو پیر بخشؒ ✪ جلد دوازدھم جناب بابو پیر بخشؒ کے رسائل کے مجموعہ پر مشتمل ہیں جو کہ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ فالحمدلله علیٰ ذالك

ان تمام اکابرین امت کے فتنہ قادیانیت کے خلاف رشحات قلم کا مطالعہ آپ کے ایمان کو جلا بخشے گا

نوٹ: احتساب مکمل سیٹ 12 جلد رعایتی قیمت -/1200

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
514122